فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

طریقۂ الہدیٰ

رد

سراج الفتویٰ

مصنفہٗ

علامہ یگانہ فہام زمانہ کاشف دقایق مسائل فقہ حنفیہ
وشافعیہ واقف نکات احادیث نبویہ عالیجناب مولناء
مولوی شاہ زاہد حسین صاحب قادری مہکری مدظلہ العالی

برائے نفع خاص و عام بدرستی تمام باہتمام سید ولی اللہ

در مطبع نظامی واقع مدرس مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای حمد قدیم و لے صمد واجب التعظیم و لازم التکریم۔ و لے معروف بفضل و عطا۔ و ای موصوف
بصفت احدا۔ و اے مکون اکوان بکاف و نون کن فیکون۔ و اے موجود بے علت۔ و اے
معبود ہر ملت۔ و اے منور ظلمات قوالب۔ و اے مصور ہیات مطالب۔ و اے خالق نار و نور
و اے کشائندۂ ابواب رحمت۔ و اے نمائندۂ اسباب مغفرت و نفائس صلوٰۃ طیبات۔ و شریف
تحیات زاکیات۔ نثار مرقد منور و مشہد معطر حضرت خاتم رسل ہادی سبل خاتم ختم نبوت گوہر شمع
رسالت۔ معدن ارباب سعادت ماحی اہل شقاوت حضرت سید المرسلین و خاتم النبین و شفیع المذنبین
و امام المتقین۔ ماہ فلک سیادت خورشید سپہر سعادت۔ سید السادات و سند السعادات۔ صدر کائنات
بدر موجودات خواجہ کونین رسول الثقلین۔ ہادی دارین امام الحرمین الشریفین۔ جد الحسنین ندیم
خلوت گاہ قاب قوسین۔ علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات و علی آلہ الطاہرین و اصحابہ المجاہدین
اجمعین۔ اما بعد دیکھو لا ایک فتویٰ نظر آیا جسکا نام **سراج الفتویٰ** ہے۔ اور دیکھنے
سے اسکے دل کو ایک اضطراب ہوا کیونکہ وہ فتویٰ روایات غیر معتبر اور اقوال پر ضرر سے مملو ہے
اس لیے اس عاصی کو اس بات کا خیال ہوا کہ رد اسکا لکھکر شایع کروں تاکہ صحیح اور غیر صحیح اور معتبر و
غیر معتبر روایات سے ہر ایک شخص آگاہ ہو جاوے اور نام اس رسالہ کا **طریقۃ الہدیٰ** ر

سراج الفتویٰ رکھا۔ اور اب التجا بدرگاہ قاضی الحاجات وکاشف الغیبات ودافع المشکوکات یہہ ہے کہ اس رسالہ کو مشمول خلایق ومقبول اہل حقایق ومعقول اہل دقایق کر اور مقلدین آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم کو ہمیشہ تقلید پر اپنے اپنے اماموں کے قایم ودائم رکھ آمین یا رب العالمین بحرمت حضرت سید المرسلین وامام المتقین صلی اللہ علے محمد وعلے آلہ الطاہرین واصحابہ الماجدین اجمعین

سوال

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ مین کہ حنفی مذہب مین نماز جنازہ سوا اولیاء میت ایک بار پڑہی گئی بعد دوبارہ پڑہنا کیا حکم ہے اور شافعی مذہب مین اسکا کیا حکم ہے اگر جماعت ثانی کا امام شافعی المذہب ہے تو احناف ثواب حاصل کرنیکی نیت سے مذہب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہین۔ اور جماعت ثانیہ کرنے کے لئے میت کے مذہب کو اعتبار ہے یا نہین۔ اگر شافعی المذہب پہلے نماز جنازہ مقتدی بنکر پڑھ لیا تھا پھر امام ہوکر نماز جنازہ دوبارہ پڑہے تو احناف کو اسکی اقتدا کرنا جایز ہے یا نہین۔

الجواب

حامدا للہ ومصلیا ومسلما علے رسولہ وآلہ حنفی مذہب مین ولی کیساتھ جب نماز جنازہ پڑھ لئے تو اسکے بعد پھر کوئی شخص نماز پڑہنا جایز نہین۔ ہدایہ مین کہا وان صلے الولی لم یجز لاحد ان یصلے بعدہ لان الفرض یتادی بالاول والتنفل بہا غیر مشروع انتہی

اور شافعی مذہب مین نماز جنازہ مکرر پڑہنا درست ہے پہر اول نماز نہین پڑہے ہوے شخص
کے لئے نماز پڑہنا اگرچہ سنت ہے لیکن وہ نماز اسکے حق مین فرض نماز ہو جاتی ہے اور فرض
کا ثواب اسکو ملتا ہے اور اول پڑہا ہوا شخص پہر پڑہنا اگرچہ مسنون نہین لیکن پڑہا تو جائز ہے
اور وہ نماز اسکے لئے نفل نماز ہو جاتی ہے فتح المعین مین لکھا ہے۔ ولو صلی علیہ الحاضر (فتح المعین)
من لم یصل ندب له الصلوة علیه وتقع فرضا فینویه ویثاب ثوابه والافضل
فعلها بعد الدفن للاتباع ولا یندب لمن صلاها ولو منفردا اعادتها مع
جماعة فان اعادها وقعت نفلا انتهی اور دوسرے کتب معتبرہ جیسے تحفہ ونہایہ ومغنی
وغیرہ مین بھی مصرح ہے۔ اور احناف نماز جنازہ مین شافعی مذہب کی تقلید کرکر جماعت ثانیہ کرنا
جائز ہے چنانچہ حرمین شریفین مین بھی قدیم الایام سے یہ عادت جاری ہے رد المحتار (رد المحتار)
مین لکھا ہے۔ وانه یجوز له العمل بما یخالف ما عمله علی مذهبه مقلدا فیه غیر امامه
مستجمعا شروطه انتهی۔ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوہ مین لکھا ہے والآن
در حرمین شریفین زادہما الله تعظیما وتشریفا متعارف است کہ چون خبر می رسد کہ فلان مرد صالح در (مدارج النبوۃ)
بلدی از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بروے میکنند وبعضی حنفیہ نیز با ایشان شریک
می شوند از قاضی علی بن جار الله کہ شیخ حدیث ابن ظہیرہ بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک
میشوند در گذاردن این نماز گفت دعا ئے ست کہ میکنند فلا بأس انتہی۔ اور مناقب احمدیہ ومقامات
سعیدیہ مین شاہ احمد سعید المجددی المدنی رح کے نماز جنازہ کے بیان مین مذکور ہے وکسیکہ
نماز جنازہ نرسیدہ بود نماز بقبر شریف خواند بجہت تبرک وتشرف کہ بعد از دفن ہم در مذہب
شافعیہ درست است واہل مکہ مکرمہ بعد رسیدن خبر در حرم شریف کی نماز بجماعت عظیمہ کردند انتہی
بلکہ جماعت ثانیہ کیساتھ امام بکر نماز جنازہ پڑہنا خود بعض اکابر علماے حنفیہ سے ثابت ہے

سیر النبلاء

چنانچہ علامہ ذہبی نے سیر النبلاء میں شیخ الحنفیہ تاج الدین ابوالیمن زید بن الحسن الکندی کے حال
میں لکھا ہے قال ابن الانماطی توفی الکندی یوم الاثنین سادس شوال سنۃ
ثلاث عشرۃ وستمائۃ وامہم علیہ قاضی القضاۃ جمال الدین ابن الحرستانی
ثم امہم بظاہر باب الفرادیس شیخ الحنفیۃ جمال الدین الحصیری ثم امہم
بالجبل الشیخ موفق الدین شیخ الحنبلیہ وشیعہ الخلق ودفن بتربۃ لہ وعقد لہ
العزاء تحت النسر یومین انتہی شیخ الحنفیہ جمال الدین الحصیری جو ثانیا امام ہوکے
نماز پڑھے ہے وہ امام محمد کے کتاب الجامع الکبیر کے شارح ہیں انکا حال طبقات حنفیہ میں اسطرح
لکھا ہے۔ کان اماما فاضلا انتہت الیہ ریاسۃ اصحاب ابی حنیفۃ فی زمانہ تفقہ
علی الشیخ الامام فخر الدین قاضیخان واخذ العلوم فی الفقہ عنہ وکان من
تلامذتہ الخاصۃ اشتغل فی الفقہ عندہ وبلغ رتبۃ الکمال انتہی اور نماز دوبارہ
پڑھنے میں میت کے مذہب کو اعتبار نہیں بلکہ اعتبار نماز پڑھنے والوں کو ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ
پر چھے بار نماز جنازہ پڑھے تھے علامہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ بمناقب الامام ابی حنیفہ میں
لکھا ہے وصلی علیہ (علی ابی حنیفۃ رض) ست مرات ولم یقدر علی دفنہ الی العصر لکثرۃ
الزحام انتہی۔ اور شافعی مذہب میں جب نماز جنازہ پہلی جماعت کے ساتھ پڑھا ہوا
شخص بار دیگر پڑھتا تو اسکی نماز نفل ہو جاتی ہے اور نفل نماز پڑھنے والے کی اقتدا فرض نماز
پڑھنے والا کرنا شافعیہ پاس صحیح ہے تو احناف کی نماز جو شافعی مذہب کی تقلید کر کر پڑھتے ہیں
اسکے پیچھے صحیح ہوگی۔ امام نووی رحمہ اللہ نے منہاج میں فرمایا وتصح قدوۃ المودی
بالقاضی والمفترض بالمتنفل وفی الظہر بالعصر وبالعکوس انتہی
واللہ اعلم۔ کتبہ محمود کان اللہ لہ (محمود) (شافعی)

تبییض صحیفہ

منہاج

الجواب صحیح عبید اللہ کان اللہ لہ اصاب من اجاب

(شافعی)



ہذا الجواب صحیح لاریب فیہ
فقیر شاہ محمد قادر حسین قادری
عفا اللہ عنہ
(حنفی)

ہذا الجواب صحیح لانہ
موافق لمذہب الحنفیہ والشافعیہ
سید حسین قادری عفی عنہ
(حنفی)

المجیب المصیب
فقیر شاہ محمد بدر الدین حسین
القادری کان اللہ لہ
(حنفی)

محمد مرتضے عفی عنہ
(حنفی)

الجواب صحیح
سید محمد علی قادری
(حنفی)

الجواب صحیح
عبد القادر عفی عنہ
(شافعی)

الجواب صحیح
شاہ محمد عفا اللہ عنہ
(شافعی)

الجواب صحیح لاشک فیہ
عبد الرحمن عفی عنہ
(شافعی)

صح الجواب
محمد قدرت حلیم الناصری
(حنفی)

ہذا الجواب صحیح لاشک فیہ
غلام محی الدین
کان اللہ لہ (شافعی)

الجواب صحیح
سید محمد جلال الدین
کان اللہ لہ
(حنفی)

ہذا الجواب صحیح
بلا ارتیاب
محمد تمیم بن محمد کان اللہ لہما
ولاسلافہما
(شافعی)

قولہ - اور اول پڑھا ہوا شخص پھر پڑھنا اگرچہ مسنون نہین لیکن پڑھا تو جائز ہے اور وہ نماز نفل اسکے لیے نفل نماز ہوجاتی ہے - فتح المعین مین لکھا ہے ولو صلی علیہ فحضر من لم یصل ندب له الصلوة علیه وتقع فرضا فینویه ویثاب ثوابه والافضل فعلها بعد الدفن للاتباع ولا یندب لمن صلاها ولو منفردا اعادتها مع جماعة فان اعادها وقعت نفلا انتهی - اور دوسر کتب معتبرہ مین جیسے تحفہ ونہایہ ومغنی مین بہی مصرح ہے (جواب) یہہ جائز کہنا آپکا مختلف فیہ ہی بعضون کے نزدیک جائز ہے اور بعضون کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضون کے نزدیک حرام ہے جیساکہ آپ ہی کے کتاب مغنی المحتاج مین یہ اقوال موجود ہین اگر شک ہے تو دیکھ لو باقی بیان مغنی کا قریب معلوم ہوویگا انشاء اللہ تعالی (قولہ ولا یندب الخ اعانۃ الطالبین جو شرح فتح المعین کی ہے اسمین لکھا ہے تحت مین اس قول کے (قولہ ولا یندب الخ قال ع ش فتکون مباحة یعنے مندوب نہین ہے پس ہوگی وہ نماز مباح (قولہ اعادتها مع جماعة) جواب اسی اعانۃ الطالبین مین ہے جو شرح فتح المعین ہے وبالاولی عدم اعادتها منفردا وانما لم یندب اعادتها لان المعاد نفل وهذه لا یتنفل بها لعدم ورود ذالك شرعا - یعنے اولی یہہ ہے کہ نہین مندوب ہے اعادہ کرنا اس نماز کا منفرد کیتین - اور نہین ہے مندوب اعادہ اسکا کیونکہ اسطیکہ اعادہ کرنا اسکا نفل ہے اور یہ نماز نفل نہین ہوتی ساتہہ اعادہ کے بسبب نہین وارد ہونے اسکے شرعا - قولہ فان اعادها وقعت نفلا انتہی یعنے پس اگر اعادہ کریگا اس نماز کو واقع ہوگی وہ نماز نفل کرکے (جواب) فتح المعین کی اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی دوبارہ اعادہ کیا اس نماز جنازہ کو تو واقع ہوگی وہ نماز نفل کرکے ہم اسکو رد کرنے کی کچھ ضرورت نہین خود شارح اس کتاب کا اس قول کو رد کرچکا ہے جیساکہ لکھا ہے - وبالاولی عدم اعادتها منفردا وانما لم یندب اعادتها لان المعاد

فتح المعین

نقل الخ۔ جواب دوسرا خود فتح المعین کی عبارت جو اس عبارت کے بعد ہے جسکو جناب مولوی
محمود صاحب وام کرمہ حذف کر دئے ہین اور وہ عبارت یہہ ہے وقال بعضہم الاعادۃ
خلاف الاولی۔ یعنے کہے بعض علماء اعادہ خلاف اولی ہے یعنے مکروہ ہے۔ اور جناب
مولانا مولوی محمد سعید اسلمی اپنے کتاب مفید الطالبین مین فرماتے ہین خلاف سنت۔ و

مفید الطالبین

خلاف اولی از جملہ مکروہات است۔ اور کہا اعانۃ الطالبین شرح فتح المعین نے تحت اس
قول کے۔ (قولہ وقال بعضہم مقابل لما یفہم من التعبیر بعدم الندب وھو
الاباحتہ لکما مر آنفا عن ع ش وصیغہ یقتضی ان قول بعضہم المذکور ضعیف
وعبارۃ شرح الروض تفہم انہ معتمد ونصہا قال فی المہمات وفی التعبیر بقولہ
ولا تستحب اعادتہا قصور فان الاعادۃ خلاف الاولی ولا یلزم من نفی الا
ستحباب اولیۃ الترک لجواز التساوی ولھذا عبر فی المجموع بقولہ لا یستحب لہ
الاعادۃ بل یستحب لہ ترکہا اھ۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ نہین ہے مستحب اعادہ کرنا
بلکہ مستحب ہے چھوڑنا اس اعادہ کا۔ پس اس عبارت سے صاحب مجموع کے جو لکھا ہے لا
یستحب لہ الاعادۃ بل یستحب لہ ترکہا صاف ثابت ہو چکا کہ یہہ مذہب صحیح اور قول
مفتی بہ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور باقی دوسرے اقوال غیر معتبر اور مردود ہین۔

مغنی المحتاج

اور مغنی المحتاج مین ہے ومن صلی علی میت منفردا او فی جماعۃ لا یعیدھا ای
لا یسن لہ اعادتہا علی الصحیح لان الجنازۃ لا یتنفل بہا الخ یعنے جو شخص کہ نماز پڑھا
اوپر میت کے اکیلا ہو یا جماعت سے نہ اعادہ کرے اس نماز کا لئے سنت نہین ہے واسطے
اس شخص کے اعادہ کرنا اس نماز کا اوپر مذہب صحیح کے کسو اسطیکہ نماز جنازہ نفل نہین
ہوتی ساتھ اعادہ کے والثانی یسن اعادتہا فی جماعۃ سواء اصلی منفردا ام فی جماعۃ

کغیرها من الصلوات والثالث ان صلی منفرداثم وجد جماعة یسن له الاعادة
معهم لجبازة فضیلتها والافلا. والرابع تکره اعادتها والخامس تحرم وعلی الاول
لو صلی ثانیاوقعت صلوته نفلا علی الصحیح یعنے ثانی مستحب ہے اعادہ اسکا جماعت کے
ساتھ برابر ہے کہ کیا پڑہا ہو اسے اکیلا یا پڑہا ہو ساتھ جماعت کے مانند غیر اس نماز کے نمازوں سے
اور ثالث اگر اکیلا نماز پڑہا ہو تس پیچھے پایا جماعت کتین مستحب ہے واسطے اس شخص کے اعادہ
ساتھ اس جماعت کے واسطے نگاہ رکھنے فضیلت کو اس جماعت کے اور نہین تو نہ پڑہا چاہیے
والرابع تکره اعادتها اور چوتھا قول مکروہ ہے اعادہ کرنا۔ والخامس تحرم۔ اور
پانچوان قول حرام ہے اور اوپر اول کے اگر پڑہیگا ثانیا واقع ہوگی وہ نماز نفل کرکے
اوپر صحیح کے الخ (جواب مغنی کے قول ثانی اور ثالث کو رد کرنے کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ
فتح المعین"
خود صاحب فتح المعین نے رد کرچکا ہے اور وہ یہہ ہے (اعادتها مع جماعة
اعانة الطالبین والاجر شارح فتح المعین کا ہے اس قول کے تحت مین لکھا ہے وبالاولی
اعانة الطالبین
عدم ندب اعادتها الخ جیسا کہ اوپر گذرا۔ اور قول رابع اور خامس صاف دلالت کرتے
ہین جو شخص کہ ایکبار نماز پڑھ چکا ہے دوبارا جماعت مین شامل ہوکر پڑہو یا تنہا یا امام ہوکر
مغنی"
پڑہو کراہت اور حرمت سے خالی نہین۔ اگر کوئی کہے صاحب مغنی اس قول خامس کے بعد لکھا
ہے وعلی الاول لو صلی ثانیا وقعت صلاته نفلا علی الصحیح (جواب اسکا یہہ ہے خود
مغنی"
صاحب مغنی نے لکھا ہے ومن صلی علی میت منفردا او فی جماعة لا یعیدها ای
لا یسن له اعادتها علی الصحیح لان الجنازة لا یتنفل بها یعنے جو شخص کہ نماز پڑہا میت پر
اکیلا پڑہا ہو یا جماعت سے نہ اعادہ کرے اس نماز جنازہ کو لئے نہین مستحب ہے واسطے اسکے اعادہ
کرنا۔ اوپر مذہب صحیح کے کسواسطے کہ نماز جنازہ نفل نہین ہوتی ساتھ اس اعادہ کے پس ان ہر دو قول

میں مغنی کے تعارض ہوا ہے مگر قول اول کی دلیل جو پڑھنے پر صاحب مغنی نے بیان کیا اظہر من الشمس
مغنی ۱۲

ہے کیونکہ علی الصحیح کے بعد کہتا ہے۔ لان الجنازۃ لا یتنفل بہا۔ پس جو چیز کہ قول صحیح کے مقابل میں واقع ہو کب قابل حجت ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر علماء اسکے لئے بھی دلیل قوی بیان کریں ہو۔ پس اس مسئلہ ما نحن فیہ میں دلیل کہاں ہے۔ اور امام نووی رح روضۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ واذا صلی علی الجنازۃ فی جماعۃ ثم حضر اٰخرون فلہم ان یصلوا علیہا جماعۃ او فرادی وصلاتہم تقع فرضا کالاولین واما من صلی منفردا فلا تستحب لہ اعادتہا فی جماعۃ علی الاصح اھ یعنے جب کوئی شخص نماز پڑھ چکا جنازہ کی جماعت کے ساتھ تس پیچھے حاضر ہوئی ایک جماعت دوسری پس چاہیے انکو یہہ کہ نماز پڑہیں وہ جماعت کرکے یا تنہا اور نماز ان لوگ کی واقع ہوتی ہے فرض کرکے مانند اولین کے۔ اور جو شخص کہ نماز پڑہ چکا اکیلا پس نہیں مستحب ہے واسطے اسکے اعادہ کرنا اس نماز کا ساتھ جماعت کے اوپر مذہب اصح کے۔
روضۃ الطالبین ۱۲

اور شرح المحلی علی المنہاج میں ہے ومن صلی لا یعید ای لا تستحب لہ الاعادۃ علی الصحیح والثانی تستحب فی جماعۃ لمن صلی منفردا کذا فی الروضۃ واصلہا وفیہ توجیہ النفی بان المعادۃ تکون تطوعا وہذہ الصلوۃ لا تطوع فیہا ونقضہ فی شرح المہذب بصلاۃ النساء مع الرجال علی الجنازۃ فانما تقع نافلۃ فی حقہن وہی صحیحۃ وقال فیہ علی الصحیح لو صلی ثانیا صحت صلاتہ وان کانت غیر مستحبۃ وتقع نفلا اھ۔ یعنے جو شخص کہ نماز جنازہ ایکبار پڑہ چکا ہے بار ثانی نہ اعادہ کرے اسے مستحب نہیں واسطے اسکے اعادہ کرنا اوپر مذہب صحیح کے۔ اس ہندی عبارت پر جہاں تک لکیر کھینچی گئی ہے وہ منہاج کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور ثانی مستحب ہے جماعت میں مکرر پڑہنا واسطے اس شخص کے جو نماز پڑہا ہو اکیلا اسیطرح ہے روضہ میں اور اصل میں اسکے اور بیچ اسکے توجیہ ہے نفی کی ساتھ اس بات کے تحقیق کہ
شرح المحلی علی المنہاج

معاد ہوتی ہے بعض اور یہہ نماز نہین ہوتی ہے نفل بیچ اسکے۔ بلکہ مکروہ ہوتی ہے جو کہتا
شرح مہذب ہے انکار کرتا ہے شرح مہذب والا یعنے کہتا ہے ونقصہ فی شرح المہذب بصلاۃ
النساء الخ یعنے نماز پڑہنا عورتونکا ساتھ مردون کے جنازہ کی پس تحقیق کہ وہ واقع ہوتی ہے
نفل کر کے حق مین ان عورتون کے اور وہ صحیح ہے (جواب الحکایہ ہے) کہ عورتون کے لئے نماز
مفید الطالبین جنازہ تنہا پڑہنا مستحب ہے یا جماعت سے شافعی المذہب مین اختلاف ہے جیسا کہ مفید الطالبین مین ہے
لاکن زنان تنہا نماز گذارند نہ بجماعت زیراکہ جماعت برائے زنان در نماز جنازہ ہیئت مرد باشد
یا زن مستحب شد برظاہر مذہب لاکن در مجموع گفتہ کہ جماعت مر زنان را درین مستحب بودن نیز سزاوار
است و برپیند جماعتے از سلف انتہی جب اس مسئلہ مین اختلاف ہوا بعض کہتے ہین جماعت سے نماز پڑہنا
مفید الطالبین عورتون کے لئے مستحب نہین ظاہر مذہب پر۔ اور بعض کہتے ہین مستحب ہے جیسا کہ اسی مفید الطالبین
مین ہے لاکن در مجموع گفتہ کہ جماعت مر زنان را درین مستحب بودن سزاوار است و برین
شرح مہذب اند جماعتے از سلف پس اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتین جماعت سے نماز
جنازہ پڑہنا مستحب ہے پھر شرح مہذب والا دوبارہ نماز جنازہ پڑہنے کو مکروہ نہین کہتا ہے
مردون کے لئے اور قیاس کرتا ہے جماعت نسا پر یہہ قول اسکا قابل حجت نہین کیونکہ اگر شافعی
مذہب مین نماز جنازہ عورتون کے لئے تنہا پڑہنیکا حکم ہوتا باوجود بہاتے کے وہ عورتین جماعت
سے پڑہتے تو وہ کراہت دفع ہوجاتی تو صورت مین یعنے اگر کوئی مرد نماز جنازہ تنہا پڑہ چکا تھا
بعد جماعت کیساتہ پڑہتا تو اسکے لئے یہہ نماز جنازہ نفل ہو چکی اور کراہت اس سے دفع ہوگئی کہنا درست تھا

شرح منہاج یہان تو ویسا نہین۔ اور شرح منہاج مین صاحب شرح مہذب والا کہا ہے۔ وقال فیہ علی
الصحیح لو صلی ثانیا صحت صلوتہ وان کانت غیر مستحبۃ وتقع نفلا الخ اور کہا شرح
مہذب مین او صحیح کے اگر نماز پڑہا کوئی دوبارہ صحیح ہے نماز اسکے اگرچہ ہے وہ نماز غیر مستحب اور

واقع ہوتی ہے وہ نماز نفل کرکے (جواب یہہ عجب کلام مضطرب ہے، آپ ہی کہتا ہے
وہ نماز غیر مستحب ہے اور آپ ہی کہتا ہے وہ نماز نفل کرکے واقع ہوتی ہے اس نماز کو
غیر مستحب یعنے مستحب نہین بولنا گویا کہ وہ نفل نہین بولنا ہر دو ایکہی بات ہے کسواسطیکہ شافعی مذہب
مین ہے جیساکہ مفید الطالبین مین ہے بدانکہ سنت و مستحب و مندوب و تطوع و نفل و مرغب
فیہ و حسن ہمہ بمعنائی واحد اند اب یہہ معلوم کیا چاہئے ہم شافعیہ کے مذہب مین جو قول کہ — مفید الطالبین
معتبر اور صحیح ہے یہہ ہے اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس نماز جنازہ مین کوئی معتبر روایت
آئی ہوتی تو شافعی مذہب کے علماء مین اس قول مین اسقدر اختلاف نہین ہوتا۔ پس رجوع کی
طرف اس قول شافعی مذہب کے جو شافعیہ کے پاس مقبول و معتبر ہے اور وہ یہہ ہے جب
کوئی مسئلہ مین اختلاف ہوتا ہے تو اس مسئلہ مین امام غزالی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہما کا
قول معتبر ہے پس نظر کرتے اس قول کے امام نووی رح کا قول دوبارہ نماز جنازہ نہین
پڑہنے کے لیے اختیار کئے جیساکہ امام نووی رح منہاج مین فرماتے ہین۔ واذا صلی — منہاج
علیہ فحضر من لم یصل صلی ومن صلی لا یعیدها علی الصحیح اور روضۃ الطالبین مین فرماتے
ہین۔ واذا صلی علی الجنازۃ فی جماعۃ ثم حضر اخرون فلہم ان یصلوا علیہا جماعۃ او فرادی — روضۃ الطالبین
وصلاتہم یقع فرضا کالاولین۔ واما من صلی منفردا فلا تستحب لہ اعادتہا فی جماعۃ علی الاصح
اور شافعیہ کا یہہ بھی ایک قاعدہ ہے جب خلاف قوی ہوتا ہے تو اس وجہ کو اصح کہتے ہین
اور مقابل اسکا صحیح ہوتا ہے۔ اور اگر خلاف ضعیف ہے تو اس وجہ کو صحیح نام رکہتے ہین
اور مقابل اسکا خطا ہوتا ہے جیساکہ مفید الطالبین مین ہے اگر شبہہ ہے تو دیکھ لو تنبیہ — مفید الطالبین
اگر کوئی کہے امام نووی رح منہاج مین تحریر فرماتے ہین ومن صلی علیہ لا یعیدها علی الصحیح
یعنے جو شخص کہ نماز جنازہ پڑہ چکا بار ثانی اعادہ کرنیکو منع فرماتے ہین اور پر مذہب صحیح کے — منہاج

اور بعض کتب مین شافعیہ کے لکھے ہین اگر کسو نے بار ثانی اعادہ کیا تو وہ نماز نفل ہوتی ہے
اوپر مذہب صحیح کے۔ اب یہہ بات معلوم کرنا چاہیے شافعی مذہب مین قاعدہ مقرری ہے
اگر خلاف ضعیف ہے تو اس وجہہ کو صحیح نام رکھتے ہین اور مقابل اسکا خطا ہے جب امام نوویؒ
اعادہ نکرے اوپر مذہب صحیح کے کرکے فرمائے تو اب مقابل اسکا خطا ہے یا نہین۔ اور جو
لوگ کہ اعادہ کرنیکو جائز رکھتے ہین اور کہتے ہین اگر کسو نے اعادہ کیا تو وہ نماز نفل ہوتی
ہے اوپر مذہب صحیح کے جب یہہ قول صحیح ہوا تو امام نوویؒ کا فرمان اس صحیح کے مقابلے مین
قولہ
خطا ہوگا یا نہین۔ **قولہ** اور حناف نماز جنازہ مین شافعی مذہب کی تقلید کر کر جماعت ثانیہ
کرنا جائز ہے چنانچہ حرمین شریفین مین بھی قدیم الایام سے یہہ عادت جاری ہے
رد المحتار مین لکھا ہے۔ وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عملہ علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر
امامہ مستجمعا شروطہ انتہی۔ جواب بے ضرورت شافعی مذہب کی تقلید کر کر جماعت
کتاب الصلوۃ
ثانیہ کرنا علی الخصوص پیچھے اس شخص کے جو اول بار پڑھ چکا ہے بار ثانی وہ شخص امام ہوکر
پڑھتا ہے تو ہرگز ہرگز حنفیہ کو جائز نہین کہ اسکے پیچھے اقتدا کرے جیسا کہ وہی رد المحتار
قولہ
مین کتاب الصلوۃ کے اخیر مین ہے۔ قولہ عند البعض ای بعض المجتہدین کالامام الشافعی
ہنا۔ قولہ کما فی القنیہ وغیرہا وعزاہ صاحب المصفی الی الامام حمید الدین عن شیخیہ
الامام المحبوبی والی شمس الائمۃ الحلوائی وعزاہ فی القنیۃ الی الحلوائی والنسفی فسقط
ما قیل ان صاحب القنیۃ بناہ علی مذہب المعتزلۃ من ان العامی لہ الخیار من کل مذہب
ما یہواہ والصحیح عندنا ان الحق واحد وان تتبع الرخص فسق اھ۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے
کہ پس ساقط ہو چکا وہ جو کہا گیا تھا تحقیق کہ صاحب قنیہ بنا کیا اس کو اوپر مذہب معتزلہ کے
تحقیق کہ وہ معتزلہ اختیار دیتے واسطے عامی کے ہر مذہب کے جو چاہے کرین۔ اور

مذہب صحیح نزدیک ہمارے یعنے نزدیک اہل سنت و جماعت کے تحقیقکہ حق واحد ہے اور تتبع کرنا رخص کا یعنے ہر مذہب سے جو چاہے اختیار کرنا فسق ہے) پس اس دلیل سے ردالمحتار کے مجیب صاحب جو دلیل کہ ردالمحتار کی لائے مردود ہے کیونکہ اسکو مذہب صحیح کرکے نہین لکھا ہے بخلاف اسکے ہم جو دلیل کہ لائے ہین اسکو مذہب صحیح کرکے کہتا ہے جیساکہ لکھا و الصحیح عندنا ان الحق واحد اور تتبع رخص ہر مذہب کی فسق ہے۔

سوال اگر کوئی کہے کہ امام ابویوسف ایکروز ایک چاہ کے پانی سے غسل کئے تھے اور بعد نماز کے معلوم ہوا کہ اس کوہین چوہا گر کر مرگیا تھا۔ کسو نے عرض کیا آپ جس کوئیے پانی سے غسل کئے تھے اسمین چوہا گر کر مرگیا تہا۔ آپنے فرمائے ہم ہمارے بہائیان مدنیان کی تقلید کئے۔ جواب اول ہم اس روایت کو قبول کرتے نہین کیونکہ ظاہرالروایت کے خلاف ہے جواب دوسرا کیونکہ امام ابویوسف یہہ فعل کئے ہونگے کیون کہ امام ابویوسف مجتہد فی المذہب تھے انکو اپنے اجتہاد کے خلاف کرنا ہرگز جایز نہین۔ اور کہا صاحب ردالمحتار ردالمحتار

شارح درالمختار بحث رسم المفتی مین لان المجتہد مامور بالعمل بمقتضی ظنہ اجماعا انتہی مغنی

یعنے مجتہد مامور ہے ساتھ عمل کے بموجب اپنے اجتہاد کے بالاجماع انتہی۔ وقال فی مسلم الثبوت والعضدی فی شرح مختصر الاصول وتحریر الاصول وغیرہا من کتب الاصول لو حکم بخلاف اجتہادہ کان باطلا اتفاقا لانہ یجب علیہ العمل ولا یجوز لہ التقلید مع اجتہاد غیرہ اجماعا۔ انتہی یعنے اور کہا مسلم الثبوت اور عضدی شرح مختصر الاصول اور تحریر الاصول مین اور سوائے ان کے اورون مین جو کتب اصول سے ہین کہ اگر حکم کرے مجتہد بخلاف اجتہاد اپنے کے تو ہوگا وہ حکم باطل بالاتفاق اسواسطے کہ ہے اسپر عمل بموجب اجتہاد اپنے کے اور نہین جایز ہے اسکو مسلم الثبوت

احیاء العلوم

تقلید سے اجتہاد اپنے غیر کے بالاتفاق۔ اور کہا حجت الاسلام نے احیاء العلوم مین۔

لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ

لا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص راٰہ افضل العلماء ان یاخذ بمذہب

غیرہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ متفق علی کونہ

منکوا بین المحصلین انتہی یعنے نہین گیا کوئی شخص علماء سے اس طرف کہ مجتہد کو

جائز ہے کہ عمل کرے بموجب اجتہاد غیر کے اور نہ طرف اسکے کہ جو مقلد کہ پہنچی رائے

اسکے تقلید مین طرف امام افضل العلماء کے یہہ کہ عمل کرے مذہب غیر پر بلکہ لازم ہے

ہر مقلد پر اتباع اپنے امام کا ہر مسئلہ مین کیونکہ مخالفت اپنے امام کی متفق ہے منکر ہونا

اسکا درمیان علماء کے انتہی۔ اگر کوئی کہے بعض روایت مین آیا ہے بے ضرورت

بھی تقلید کرنا جائز ہے قول صحیح مین۔ جواب یہہ قول مبنی ہے اوپر قول متقدمین کے

جوان کے نزدیک تقلید مذہب معین کی کرنا ضروریات سے نتہا۔ مگر تقلید مذہب

شیخ عبد الحق دہلوی

معین کی کرنا۔ علماء متاخرین کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہے اور فتوی ہی

اسی بات پر ہے جیسا کہ صراط المستقیم مین شیخ عبد الحق دہلوی مذہب متقدمین اور

مذہب متاخرین کا لکھے ہین اور فتوی مذہب متاخرین پر ہے کرکے تحریر فرمائے

صراط المستقیم

ہین اور اسیطرح سے مولنا شاہ ولی اللہ کتاب انصاف مین لکھے ہین اور مولنا بحر العلوم

عبد العلی قدس سرہم بھی اپنے کتاب مین اسیطرح لکھے ہین۔ اور وہی رد المحتار

و الادر مختار کے باب الوتر مین لکھا ہے۔ ذکر العلامۃ الشدی ان اعتبار رای المقتدی

فی الجواز وعدمہ متفق علیہ وانما الخلاف لما ہی فی اعتبار رای الامام ایضا فالحنفی اذا

رای فی ثوب الامام الشافعی منیا لا یجوز اقتداءہ بہ اتفاقا۔ انتہی یعنے کہا صاحب

ردالمحتار شرح درالمختار

ردالمحتار شرح درالمختار کے باب الوتر مین ذکر کیا علامہ نوح افندی کہ اعتبار رائے مقتدی کو جواز نماز اور عدم جواز نماز مین متفق علیہ فقہا کا ہے۔ اور خلاف مذکور سوائے اسکے نہین کہ وہ بیچ اعتبار رائے امام کے ہی ہے۔ پس حنفی جبکہ دیکھے امام شافعی المذہب مین کپڑے مین منی تو نہین ہے جائز اقتدا ساتھ اسکے بالاتفاق تمام ہوا۔ اور کہا درمختار

درالمختار

مین کتاب القضا مین کہ شرح وہبانیہ مین جو شرنبلالی کی ہے مذکور ہے۔ قضی من لیس بمجتہد کحنفیۃ زماننا بخلاف مذہبہ عامدا لا ینفذ اتفاقا انتہی یعنے کہ حکم کیا غیر مجتہد نے جیسے کہ حنفیہ ہمارے زمانے کے بخلاف مذہب اپنے کے عمدا تو نہ نافذ ہوگا حکم اسکا بالاتفاق تمام ہوا۔ اور علا علی قاری شرح عین العلم مین لکھتے ہین فلو التزم احد مذہبا کابی حنیفۃ او الشافعی رحمۃ اللہ علیہما فلزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ مسائل انتہی یعنے پس اگر لازم کر لیا کسینے کسی مذہب کو مانند ابی حنیفہؒ کے یا شافعیؒ کے پس لازم ہے اوسکو ہمیشگی پس تقلید نکرے غیر مذہب کی کسی مسئلہ مین

ملا علی قاری

مسئلون مین تمام ہوا۔ اور فرمایا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین جو مؤلف ہے جواب مین قفال کے بل وجب علیہ حتما ان یعین مذہبا من ہذہ المذاہب اما مذہب الشافعیؒ فی جمیع الفروع واما مذہب مالک واما مذہب ابی حنیفہ او غیرہم فلیس لہ ان یتحل من مذہب الشافعی ما یہواہ ومن مذہب ابی حنیفۃ فی الباقی ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذالک لادی الی الخبط والخروج من الضبط حاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذہب الشافعی اذا اقتضی تحریم شیٔ ومذہب غیرہ باحتہ ذالک الشیٔ او علی العکس فہو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرمۃ وفی ذالک اعدام التکلیف وابطال فائدتہ واستیصال قاعدۃ

وذالک باطل انتہی یعنے واجب ہے مقلد پر وجوباً یہہ کہ لازم پکڑے مذہب معین
ان مذاہب اربعہ سے یا تو مذہب امام شافعیؒ کا جمیع مسائل مین یا مذہب امام مالکؒ
کا جمیع مسائل مین یا مذہب امام ابوحنیفہؒ کا یا امام احمدؒ کا اور نہین ہے اوسکے لیے یہہ
کہ چن لے مذہب بخواہش کے موافق اور مذہب ابوحنیفہ سے بیچ باقی کے جو چاہی
کیونکہ ہم اگر جائز رکہین اسکو تو پہنچاویگا یہہ طرف خبط دین کے اور طرف خروج
دین کے ضبط سے کہ حاصل اسکا اور مرجع اسکا نفی تکلیف کی ہے کیونکہ مذہب شافعی
کا جبکہ ہوا مقتضی تحریم کسی شئے کا اور مذہب غیر کا اباحت اوسکے کا یا بالعکس اور
وہ چاہے تو مائل ہو طرف حلال کے چاہے تو مائل ہو طرف حرام کے پس اسوقت
نہ تحقق ہوگی حلت اور حرمت اور یہین انتفا تکلیف کا ہے اور باطل کرنا اوسکے
فائدہ کا اور مٹادینا اوسکے قاعدہ کا اور یہ باطل ہے انتہی۔ اور فرمایا علامہ قہستانی
نے جامع رموز مین قریب کتاب الاشربہ کے واعلم ان من جعل الحق متعددا
کالمعتزلۃ اثبت العامی الخیار فی الاخذ من کل مذہب مایھواہ ومن جعل
واحدا کعلمائنا الزم العامی اماما واحدا کما فی الکشف فلو اخذ من کل مذہب
مباحہ صار فاسقا کما فی شرح الطحاوی للفقیہ سعید بن مسعود فیجب
فی المذہب الصلابۃ ای اعتقاد کونہ حقا وصوابا کما فی الجواہر ومشایخنا قالوا
ان مذہبنا صواب یحتمل الخطاء ومذہب غیرنا خطاء یحتمل الصواب کما فی المصفی
یعنے جان تو تحقیقکہ جو شخص کہ حق کو متعدد جانا مانند معتزلہ کے ثابت کیا واسطے
عامی کے اختیار لینے مین ہر مذہب کے جو چاہے نفس اوسکا۔ اور جس شخص نے کہا حق
واحد مانند علماء ہمارے لازم کیئے عامی کو امام واحد جیسا کہ کشف مین ہے

علامہ قہستانی
جامع رموز

پس اگر سے ایا ہر مذہب سے اوسکے مباح کو ہوگیا پر فاسق جیساکہ شرح طحاوی مین ہے جو کہ نقیبہ سعید بن مسعود کی ہے واجب ہے مذہب مین پختگی یعنے اعتقاد ہونے حق اور ثواب کا جیساکہ جواہر مین ہے اور ہمارے مشایخ نے کہا ہے کہ بیشک ہمارا مذہب صواب پر ہے اور خطا کا احتمال ہے اور مذہب غیر کا خطا ہے کہ احتمال ثواب کا رکھتا ہے جیساکہ مصفے مین ہے تمام ہوا۔ اور فرمایا شیخ عبدالوہاب شعرانی مالکی نے میزان خضری مین

واعلم انه لا ینافی ماذکرناه الزام العلماء للعامة بالتزام مذهب معین لانهم ما الزموا هم بذلك الا رحمة بهم فلو لا الزامهم للعامی بمذهب معین لضل عن طریق الهدی۔ یعنے اور جان تو کہ بیشک منافی نہین ہے جو کہ ہمنے اسکو ذکر کیا ہے لازم کر دینا علماؤن کا عام کے واسطے لزوم ایک مذہب کو کیونکہ انہون نے لازم نہین کیا ہے یہہ امر مگر واسطے رحمت اون کے کے پس اگر نہوتا لازم کر دینا علماؤن کا عامیون کو ایک مذہب پر تو البتہ گمراہ ہوجاتے راستے ہدایت سے پہر آگے جاکر کہا۔ اما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی فوجب علیه التقلید بمذهب واحد کما مر تقریره خوفا من الوقوع فی الضلالة وعلیه عمل الناس انتهی یعنے جو شخص کہ نہ پہنچا طرف کہلنے حقیقت شریعت پہلی کے اوسکو واجب ہے تقلید ایک مذہب کی جیسے کہ گذری تقریر واسطے خوف کے گرنے سے گمراہی مین اور اسی پر ہے عمل لوگونکا آجکے دن۔ کہا علی الخواص نے کہ وہ شیخ عبدالوہاب شعرانی کا ہے ما امر العلماء للطالب والمرید بالتزام مذهب معین الا تقریبا للطریق انتهی یعنے نہین حکم کیا ہے علماؤن نے واسطے طالب اور مرید کے ساتھ لازم کرنے ایک مذہب کے واسطے نزدیکی راہ صواب کے انتہی ذکر کیا اسکو عبدالوہاب نے

شعرانی نے
عبدالوہاب

علی الخواص

عبدالوہاب

میزان خضری

میزان حضری مین اور کہا حموی نے شرح اشباہ مین کتاب التعزیر مین و فی الفتح قالوا

ان المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد و برہان اثم یستوجب التعزیر

حموی نے شرح اشباہ

فبلا برہان واجتہاد اولی انتہی یعنے کہا فتح القدیر مین کہے علماؤن نے تحقیقکہ

نقل کرنیوالا ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے ساتھہ اجتہاد کے اور ساتھہ برہان

بحر الرائق

کے گناہ ہے متوجب ہوتا ہے تعزیر کا پس بلا برہان اور اجتہاد کے بطریق اولی مستوجب

تعزیر ہے۔ اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ مین رسالہ رفع الغشاء عن

وقت العصر والعشاء مین وجب علی مقلد ابی حنیفۃ ان یعمل بقولہ لما نقل العلامۃ

قاسم فی تصحیحہ عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق

انتہی یعنے واجب ہے اوپر مقلد ابی حنیفہ کے یہہ کہ عمل کرے ساتھہ قول امام ابی حنیفہ رح

شیخ عبد الحق دہلوی

کے واسطے چیز ایک کے جو نقل کیا علامہ قاسم نے بیچ تصحیح اپنے تمامی اصولیین سے بدرستیکہ

نہین صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے بالاتفاق تمام ہوا۔ اور کہا شیخ عبد الحق

صراط مستقیم

دہلوی نے صراط مستقیم مین۔ خانہ دین این چہار است ہر کہ راہے ازین راہ ہا در پیے

ازین درہا اختیار نمودہ و براہے دیگر رفتن عبث و بیہودہ باشد و کارخانہ عمل از ضبط

و ربط افگندن و از مصلحت بیرون افتادن است اگر قصد سلوک طریق و رجوع و احتیاط

دار دہم از مذہب واحد رواینی کہ دلیلش احسن و اقوی و فایدہ اش اعم و اتم و احتیاط

دران اکثر و اوفر بود اختیار کند و راہ رخصت و مساہلت و حیلہ اندوزی نرود و این طریق

متاخران است و شک نیست کہ این طریق مضبوط تر و محکم تر است و گویند کہ طریق پیشیان بر خلاف

این بود پیشیان تعین مذہب و اتباع مجتہد واحد از واجبات نمید انستند انتہی یعنے طریق علماء

متاخرین کا وجوب تعین مذہب واحد کا ہے بخلاف علماء متقدمین کے نزدیک

اون کے بعد واجبات سے تھا۔ اور کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے کتاب انصاف
مین باب حکایت حال الناس مین۔ اعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ
غیر مجمعین علی التقلید بمذہب واحد بعینہ ثم قال وبعد المائتین ظہر فیہم
المذاہب لمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان
ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان۔ انتہی جان تو کہ بیشک آدمی تھے صدی اول اور
صدی ثانی مین غیر جمع ہونے والے تقلید ایک مذہب معین پر پھر کہا کہ بعد دوسرے صدی
کے ظاہر ہوی انہون مین مذاہب مجتہدون کے معین اور کم تھے وہ لوگ جو نہ اعتماد
کرتے تھے ایک مذہب معین پر اور یہہ ہے واجب اس زمانہ مین انتہی پس یہہ تفسیر ہے
بعینہ کلام شیخ عبدالحق دہلوی کے اور صاف ظاہر ہے اس مین کہ مراد متقدمین سے
ماقبل دوسو کی ہے اور مراد متاخرین سے مابعد دوسو کے پس صاف معلوم ہوا ان
نقول معتبرہ معتمدہ سے کہ مذہب علماء اہل سنت وجماعت کا وجوب تقلید مذہب امام
واحد کا ہے۔ اور کہا فتاوے عالمگیری مین کتاب تعزیر مین حنفی ارتحل الی مذہب
الشافعی یعزر کذا فی جواہر الاخلاطی انتہی یعنے حنفی گیا مذہب شافعی مین تعزیر دیا
جاوے یہہ ہی ہے۔ اور کہا قنیہ مین۔ لیس للعامی ان یتحول من مذہب الی مذہب
یستوی فیہ الحنفی والشافعی انتہی یعنے نہین ہے عامی کو پہرنا ایک مذہب سے دوسرے
مذہب کے طرف برابر ہے اس مین کہ مذہب حنفی ہو یا شافعی۔ اور کہا جلال الدین
سیوطی جزیل المواہب مین قال من مفتی المالکیۃ من تحول الیوم من مذہبہ فبئس
ماصنع انتہی یعنے کہا مفتی مالکی سے جس شخص نے رجوع کیا آجکے دن اپنے
مذہب سے پس برا کیا اس نے جو کہ کیا۔ اور کہا طحطاوی نے شرح درالمختار مین بحث

کتاب انصاف

فتاوی عالمگیری

جواہر اخلاطی مین

جلال الدین سیوطی

طحطاوی شرح درالمختار

شفق مین قال صاحب الهداية فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول
ابی حنیفة علے کل حال انتہی کہا صاحب ہدایہ نے تجنیس مین واجب میرے
نزدیک یہہ ہے کہ فتوی دیا جاوے ساتہہ قول ابی حنیفہ رح کے کل حال مین۔ اور
کہا فتاوی عالمگیری مین کتاب قضا مین۔ ہذا کلہ فی القاضی المجتہد و اما المقلد فانما
ولاہ لیحکم بمذہب ابی حنیفة مثلاً فلا یملك المخالفة فیکون معزولا بالنسبة
الی ذالك الحکم ہکذا فی فتح القدیر۔ انتہی یہ تمام بیچ حق قاضی مجتہد کے ہے
اور لکن مقلد پس سوا اسکے نہین کہ حکم کرے ساتہہ مذہب ابی حنیفہ رح کے مثلا پس
مالک نہین ہے مخالفت کا پس ہرگا معزول اس حکم مین ایسا ہی ہے فتح القدیر
مین انتہا۔ اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ مین قال ابن الہمام فی فتح القدیر صاحب بحر
فبہذا ظہران الصواب ماذہب الیہ ابو حنیفہ وان العمل علی مقلدیہ واجب
والافتاء بغیرہ لایجوز لہم انتہی کہا ابن ہمام نے فتح القدیر مین پس ساتہہ
اوسکے ظاہر ہوا کہ بے شک صواب وہ ہے کہ گئے اوسکے طرف ابو حنیفہ رح
اور بیشک عمل کرنا اوسکے مقلد پر واجب ہے اور فتوی دینا بغیر اوسکے جائز نہین
اونکو انتہی۔ اور فرمایا بحر العلوم مولانا عبد العلی نے شرح تحریر الاصول مین۔ بحر العلوم مولانا عبد العلی قدس سرہ
وکذ اللعامی الانتقال فی الحکم من مذہب الی مذہب فی زماننا لایجوز
لظہور الخیانة انتہی اور اسیطرح عامی کو رجوع کرنا حکم مین ایک مذہب سے دوسرے
مذہب مین نہین جائز ہے بسبب ظاہر ہونے خیانت کے تمام اور کہا شاہ ولی اللہ شاہ ولی اللہ
نے عقد جید مین۔ قال فی الاحتساب لو رای الشافعی شافعیا شرب النبیذ وینکح
بلا ولی ویطاہا فلہ ان ینکر لان علے کل مقلد اتباع مقلدہ ویعصی بالمخالفة عقد جید

ولو رای الشافعی حنفیا یاکل الضب فلہ ان یقول اما ان یعتقد ان الشافعی

اولی بالاتباع واما ان یترک ھذا انتہی یعنے کہا احتساب مین اگر دیکھا شافعی

نے کسی شافعی کو کہ نبیذ پیتا ہے اور نکاح بغیر ولی کے کرتا ہے اور پہر جماع کرتا ہے

پس اسکو پہنچتا ہے کہ منع کرے کیون کہ یہے بیشک واجب ہر مقلد کے پیروی اپنے

امام کی ہے اور گناہگار ہوگا ساتھہ مخالفت کے اور اگر دیکھا شافعی نے حنفی کو کہ کہاتا

ہے گھوڑ پہوڑ کو پس اوسکو لازم ہے کہ کہدے کہ اعتقاد کرے اس امر کا کہ شافعی

بہتر ہے ساتھہ پیروی کے یا چہوڑ دے اسکو تمام ہوا۔ اور کہا امام حجت الاسلام امام

غزالی احیاء العلوم مین وقال حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم فی الرکن الثانی من

الباب الثانی من کتاب الامر بالمعروف لم یذھب احد من المحصلین الی

ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولا الی ان الذی ادی اجتہادہ

فی التقلید الی شخص راہ افضل العلماء ان یاخذ بمذھب غیرہ وقال بعد ذالک

بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ للمقلد متفق علی کونہ

منکرا بین المحصلین انتہی یعنے کہا حجت الاسلام نے احیاء العلوم کے رکن ثانی

مین جو باب ثانی ہے جو کتاب امر بالمعروف سے ہے کہ نہین گیا کوئی شخص علماء

سے اس طرف کہ مجتہد کو جائز ہو عمل کرنا مذہب مجتہد غیر پر اور نہین گیا کوئی شخص علماء

سے اسطرف کہ جو شخص کہ پہونچا فکر اسکا تقلید مین ایک شخص کی طرف کہ وہ افضل علماء

دین کا ہے یہہ کہ عمل کرین مذہب غیر اوسکے پر اور کہا بعد اسکے بلکہ لازم ہے ہر مقلد پر

تابعداری اپنے امام کے ہر مسئلہ مین کیونکہ مخالف ہونا مقلد کو اپنے امام کا منکر ہے

باتفاق علماء کے تمام ہوا۔ اور کہا امام غزالی کیمیائی سعادت کے رکن دوم اور

امام غزالی احیاء العلوم

امام غزالی رح کیمیائی سعادت

اصل یوین مین فرماتے ہین شافعی را روا نبود کہ بر حنفی اعتراض کند چون
نکاح بے ولی کند و شفعۂ جوار بگیرد و امثال این۔ اما اگر شافعی مذہب نکاح
بے ولی کند یا نبیذ خرما خورد او را منع کردن روا بود کہ مخالفت صاحب مذہب خود کردن نزد
ہیچ روا نبود باتفاق محصلان است کہ ہر کہ بخلاف اجتہاد خود یا بخلاف اجتہاد صاحب مذہب خود کارے
کند او عاصی است پس این بحقیقت حرام است قولہ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے قوله
مدارج النبوۃ مین لکھا ہے والآن در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفا متعارف
است کہ چون خبری رسد کہ فلان مرد صالح در بلدی از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ
نماز بروے میکنند و بعضی حنفیہ نیز با ایشان شریک می شوند از قاضی علی بن جار اللہ کہ
شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گذاردن این نماز گفت دعائے
است میکنند فلا باس انتہی۔ (جواب) قاضی علی بن جار اللہ کا قول بالکل غیر معتبر قابل جواب
حجت نہین کسواسطیکہ بالکل مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ کو مطلقاً
دعائے است میکنند فلا باس کہنا جائز نہین کسواسطیکہ اگر نماز جنازہ کو فقط دعا ہی ہے
کہتے ہین تو منہہ کو طرف قبلہ کے کرنا نماز جنازہ مین کچھ ضرور نہین جیساکہ دوسرے دعاؤن
مین ضرور نہین حالانکہ یہہ جائز نہین۔ اور دوسری بات یہہ ہے کہ دعا کرنے کے لئے
وضو ضرور نہین مثلاً کوئی شخص نماز سے فارغ ہو چکا بعد نماز کے پیشتر از دعا کے وضو
اسکا ساقط ہو گیا وہ شخص اسی حالت سے دعا کیا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے
اور تیسری بات یہہ ہے کہ بیٹھکر دعا مانگنا جائز ہے بلکہ بعض مقامون مین مستحب ہے
بخلاف نماز جنازہ کے بیٹھکر پڑہنا جائز نہین۔ اور چوتھی بات یہہ ہو کہ حالت جنب مین
اگر کوئی دعا مانگا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے جائز نہین۔ اور پانچوین بات یہہ ہکہ

کہ نماز مین ستر عورت فرض ہے اگر کوئی شخص بوقت دعا اس فرض کا خلاف کر کے
دعا مانگا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے ہرگز جائز نہین الحاصل اسیطرح بہت سے
صورتین ہین کہ نماز جنازہ کو مطلق دعا ہے کہنا جائز نہین علی الخصوص بمقابلہ اس سوال کے
جو شیخ عبدالحق دہلوی پوچھتے ہین کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گذاردن این نماز شیخ علی
بن جاراللہ اس سوال کا جواب دیتے ہین دعائے است میکنند فلا باس۔ یہہ جواب۔
شیخ علی بن جاراللہ کا کیونکر صحیح ہوگا کس واسطیکہ سائل سوال کرتے ہین۔ (در گذاردن این نماز
شیخ علی بن جاراللہ کہتے ہین دعائے است میکنند فلا باس یہہ جواب شیخ علی بن جاراللہ
کا صاف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ خود شیخ عبدالحق دہلوی
مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لکہتے ہین۔ در مذہب امام ابوحنیفہ و مالکیہ رحمہم اللہ تعالی
آنست کہ جائز نیست زیراکہ از شرائط صحت نماز بر جنازہ آنست کہ میت در پیش روئے مصلی
بود و این در غائب معلوم نمیشود۔ جب امام ہمامؒ فرما چکے کہ نماز جنازہ صحیح ہونے کے
شرطون سے ایک شرط یہہ ہے کہ میت روبرو مصلی کے ہووے۔ اور یہہ شرط صلوۃ
غائب مین معلوم نہین ہوتی۔ اور علماء متقدمین او رمتاخرین حنفی مذہب کے کوئی ایک
اس بات کے قائل نہین کہ باوجود نماز جنازہ کے شرطون سے کوئی ایک شرط
فوت ہونیبھی نماز جنازہ جائز ہے۔ اور قاضی علی بن جاراللہ مجتہد فی بعض المسائل بھی
نتہے اگر ہوتے تو بھی قول انکا قابل حجت نہین اور قول غیر معتبر مقبول نہین۔ قاضی علی بن جاراللہ
پر لازم تھا کہ تقلید اپنے امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی کرتا جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے
تحریر الاصول مین لکھا ہے۔ وقال ابن الہمام فی تحریر الاصول وشارحہ فی شرحہ
المسمی بالتیسیر شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزمہ عند الجمہور التقلید وان

شیخ عبدالحق دہلوی

قاضی علی بن جاراللہ

شیخ ابن ہمام

تحریر الاصول

کان مجتهداً فی بعض المسائل اور کہا حموی نے شرح اشباہ مین کتاب التعزیر مین

و فی الفتح قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد و برہان اثم یستوجب

التعزیر فبلا برہان واجتہاد اولی۔ انتہی یعنے کہا فتح القدیر مین کہے علماؤن نے

تحقیق کہ نقل کرنیوالا ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے ساتہہ اجتہاد اور برہان کے

صاحب بحر — گناہ ہے مستوجب ہوتا ہے تعزیر کا پس بلا برہان اور اجتہاد کے بطریق اولی مستوجب

تعزیر ہے۔ اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ مین قال ابن الہمام فی فتح القدیر

فبہذا ظہر ان الصواب ما ذہب الیہ ابو حنیفۃ وان العمل علی مقلدیہ واجب

طحطاوی ۱۲ — والافتاء بغیرہ لا یجوز لہم۔ اور کہا طحطاوی نے شرح درمختار مین بحث شفق مین

قال صاحب الہدایۃ فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفہ علی کل حال۔

فتاوی عالمگیری ۱۲ — انتہی اور فتاوی عالمگیری مین کتاب قضا مین ہے ہذا کلہ فی القاضی المجتہد واما المقلد

فانما ولاہ لیحکم بمذہب ابی حنیفۃ مثلاً فلا یملک المخالفۃ فیکون معزولاً بالنسبۃ الی

ذالک الحکم ہکذا فی فتح القدیر انتہی۔ اور وہ جو سراج الفتوی کے ساتہہ چہے صفحے

لکہکر ملحق کئے ہین۔ اس شاعت فتوی کے آٹوین صفحہ مین مرقوم ہے۔ (قولہ اور جو

احناف نماز جنازہ مین شافعی امام کے ساتہ شریک ہوے وہ بتقلید مذہب شافعی کے

تہا تو اسکے عدم جواز پر بنگلوری فتوی کی کوئی عبارت دلالت نہین کرتی (جواب) بے ضرورت

شافعی مذہب کی تقلید کی کیا ضرورت۔ ولو بالفرض ہم قبول ہی کئے وہ لوگ تقلید

شافعی مذہب کی کئے۔ حنفی جس مسئلہ مین شافعی مذہب کی تقلید کرتا ہے تو اس مسئلہ

مین گویا کہ وہ شافعی ہے۔ اور اس مسئلہ مین پورے طور سے شافعی مذہب کے مطابق

عمل کرنا ضرور ہے۔ مثلاً جب حنفی نماز جنازہ پڑہا تو شافعی کے پیچہے شافعی مذہب کی

تقلید کرنا اسوقت وہ سب حناف کو ضرور تھا نیت فرض کی کرنا۔ اور سورہ فاتحہ بہی بہ
نیت قرأت پڑہنا فرض تہا۔ اور تکبیرات بولنے کے وقت رفع یدین بہی کرنا سنت
تہا غرض ان امور کو کوئی ایک شخص بہی نہین کیا۔ یا کیے ہون تو بعض اشخاص بعض
امور کئے ہونگے اور بعض امور کو ترک کئے۔ درصورت اول تقلید کہان ہوی۔ جیسا کہ
مدرسہ اس مین بھی جب بعض اہل علم کے رائے سے صلوٰۃ علی الغائب پڑہی گئی
امام شافعی مذہب تھا اور مقتدیان اکثر حناف تھے کسو نے شافعی مذہب کے
مطابق عمل نہین کیا اور سب حناف حنفی مذہب کے مطابق نماز جنازہ پڑہے اور جب
نماز جنازہ حناف اپنے مذہب کے مطابق پڑہے تو جو شروط کہ حنفی مذہب مین
لازم تہے نہین ادا ہوے جب شرط ادا نہین ہوی تو وہ نماز جائز نہین۔ اور در
صورت ثانی بعض کام حنفی مذہب کے مطابق اور بعض کام شافعی مذہب کے
مطابق ہوے پہر تو تلفیق ہوی۔ اور تلفیق چارون آئمہ کے نزدیک باطل
ہے (قولہ) اور مدارج النبوۃ مین قاضی علی بن جار اللہ جو لا باس نقل کرتا ہے
شافعیہ کے تقلید سے حنفیہ نماز جنازہ مین شریک ہونے کے جواز پر محمول ہے
(جواب) بے ضرورت جو کام کہ امام ہمام کے نزدیک جائز نہین اسکو
شافعی کی تقلید کرکے کرنا کب جائز ہے۔ (جواب) دوسرا حناف تقلید کئے
یا تلفیق ابہی اسکا بیان کرچکا ہون۔ اور تقلید بے ضرورت کے عدم جواز پر
کئی کتب معتبرہ سے لکہا ہون نظر انصاف سے دیکہو۔ اور اہی اشاعت کے آٹوین
صفحہ مین مرقوم ہے۔ فقہا کہتے ہین نماز جنازہ من وجہ دعا ہے اور من وجہ نماز
ہے۔ دعا ہونے کی وجہ سے اسمین قرأت اور رکوع اور سجدہ نہین۔ اور نماز

مدارج النبوۃ

جواب

جواب دوسرا

جواب

ہونے کے وجہ سے نماز کے شرائط اسمین لازم ہوتے ہین۔ (جواب) جب
آپ خود اس بات کے قائل ہو چکے یعنے فقہا کہتے ہین نماز جنازہ من وجہ
دعا ہے۔ اور من وجہ نماز ہے۔ اور نماز ہونے کے وجہہ سے نماز کے شرائط
اسمین لازم ہوتے ہین۔ پس یہی بات یعنے شرائط نماز اسمین لازم ہونے کے
سبب سے شیخ عبدالحق دہلوی بھی مدارج النبوۃ مین امام اعظم کا مذہب بیان فرمائے
ہین۔ بدانکہ در گذاردن نماز جنازہ بر غائب علما را اختلاف است امام شافعی وامام
احمد وجمہور سلف میگویند کہ جائز است ومذہب امام ابو حنیفہ ومالکیہ رحمہم اللہ آنست
کہ جائز نیست۔ زیراکہ از شرائط صحت نماز آنست کہ میت در پیش روئے
مصلی بود واین در غائب معلوم نمیشود۔ حجت آئمہ کہ تجویز میکنند قصہ نجاشی است
پس معلوم میشود کہ بودن میت در پیش روئے مصلی شرط نیست۔ وآئمہ کہ منع
میکنند از قصہ نجاشی جواب میگویند کہ آنجا نماز بر غائب نبود بلکہ زمین را طی کردہ
جنازہ او را بر آنحضرت ظاہر ساختند یا جنازہ او را در پیش آنحضرت حاضر آوردند
ودیدن اہل جماعت شرط نیست۔ وواحدی در تفسیر خود از ابن عباس آوردہ

واحدی کا
تفسیر خود

کہ کشف کردند از برائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از سریر نجاشی تا بدید ونماز
بگزارد پس این از خصایص آنحضرت است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وآمدہ است کہ در
تبوک نیز نماز گزارد بر صحابی کہ در مدینہ فوت کردہ بود ونام او معویہ بن معویہ لیثی
بود وفرمود ہفتاد ہزار فرشتہ بروے نماز گزاردو این فضل از جہت بسیار خواندن
او بود سورۂ اخلاص را والآن در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما وتشریفا متعارف
است کہ چون خبر رسد کہ فلان مرد صالح در بلدے از بلاد اسلام فوت کردہ است

شافعیہ نماز بروے میکنند وبعضی حنفیہ نیز باایشان شریک میشوند از قاضی علی بن جار اللہ
کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گزاردن این نماز
گفت دعائے ست میکنند فلا باس اور شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ کے جلد
اول مین تحریر فرمائے ہین۔ (و آنحضرت بر ہر غائبی نماز نگزاردے اما صحیح شدہ کہ
بر نجاشی کہ در حبشہ مرد نماز گزارد وگفت بصحابہ برادرے از ان شما مردہ بروے
نماز گزارید پس بمصلی آمد و نماز بگزارد باصحابہ وتکبیر گفت چہار تکبیر۔ و بر معاویہ لیثی نیز
بگزارد در وقتیکہ در غزوہ تبوک بود و معاویہ در مدینہ پس جبریل آمد وخبر کرد وگفت
باآنحضرت آیا دوست می داری کہ طے کنم برائے تو زمین وبگزاری بروے نماز فرمود
نعم پس زد جبرئیل بازوئے خود را وبر انداخت ہر درخت وتل کہ درمیان بود
برداشت حجاب از میان۔ و در روایتی برداشت سریر او را وآورد نزد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس بگزارد آنحضرت نماز بروے و دو صف از ملائکہ خلف
وے در ہر صف ہفتاد ہزار فرشتہ پس پرسید آنحضرت کہ بچہ دریافت وے
یا جبرئیل این درجہ را گفت بدوست داشتن وے قل ہو اللہ احد وخواندن وے
آنرا در آمدن و رفت ونشت وبرخاست۔ وفقہا در نماز بر غائب اختلاف کردہ اند
شافعی واحمد میگویند نماز بر غائب مطلقًا سنت است وابو حنیفہ ومالک مطلقًا منع میکنند۔
وبعضی تفصیل میکنند کہ اگر میت در شہرے وفات کردہ کہ بروے نگزاردہ اند بگزارند
واگر گزاردہ اند فرض ساقط شدہ حاجت نیست۔ وبعضی میگویند کہ جواز آن در
روزے ہست کہ مردہ است دران روز یا نزدیک بآن نہ بر تقدیر طول عہد وحنفیہ
ومالکیہ کہ قائل اند بمنع مطلقًا از قصہ نجاشی جواب میدہند کہ مکشوف گشت بر آنحضرت

شیخ عبدالحق
دہلوی

جنازہ وبرداشتہ شد پردوازان یا آوردہ شد جنازۂ وے درحضرت رسول ؐ بطریق طے ارض پس نماز بگزار دبر وے و وے دید و مردم دیگر ندیدند پس چنان شد کہ نماز کنند بر جنازہ کہ امامش می بیند وقوم نمی بیند درینصورت خود جائز است باتفاق این نیز آنچنان باشد چنانچہ در قصہ معاویہ لیثی آمدہ است الخ۔

اب ہم اہل انصاف سے یہہ پوچھتے ہین کہ جناب شیخ عبدالحق دہلوی اس عبارت کے ابتدا مین جو تحریر فرمائے ہین۔ و آنحضرت بر ہر غائبی نماز نگزاردے۔ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر غائب پر نماز درست نہین۔ اور دوسری بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازۂ غائب پر نماز کہان پڑھے ہے بلکہ جن جن جنازہ پر پڑھے ہے وہ تو آنحضرت کے روبرو تھے چنانچہ عبارت شیخ کی جو تحریر فرمائے ہین آوردہ شد جنازۂ وے درحضرت رسول ؐ بطریق طے ارض پس نماز بگزارد بر وے و وے دید و مردم دیگر ندیدند۔ اور درمختار مین ہے

درمختار ۱۲

و بشرطہا ایضاً حضورہ و وضعہ وکونہ ھو او اکثرہ امام المصلی وکونہ للقبلۃ فلا تصح علی غائب ومحمول علی نحو دابۃ وموضوع خلفہ۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ میت پر نماز پڑھنے کے شرطون سے ایک شرط یہ ہے کہ میت حاضر ہووے اور رکھی ہوی ہووے زمین پر اور ہونا اس میت کا پورا جسم یا اکثر اور روبرو مصلے کے ہونا۔ اور طرف قبلہ کے رہنا پس نہین درست ہے نماز اوپر مردہ کے جو غائب ہے بسبب نہ پائے جانے شرط موجودگی کی۔ اور نہ اسپر جو اٹھایا ہوا مثل سواری پر جیسے کسی گاڑی یا جانور یا لوگون کے مونڈہون پر بسبب نہ پائے جانے شرط رکھے جانے کی زمین پر اور نہ اوسپر جو رکھا ہوا ہو

نمازی کے پیچھے اور جتنے چیزین تمامی نمازین صحیح ہونے کے لئے شرط ہین
ویساہی نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے بھی شرط ہین جیساکہ عالمگیری مین ہے عالمگیری
وکل مایعتبر شرطا لصحة سائر الصلوٰة من الطھارة الحقیقة والحکمیة و
استقبال القبلة وستر العورة والنیة یعتبر شرطا لصحة صلوٰة الجنازة۔
اور جو چیز کہ تمامی نمازون کو فاسد کرتی ہے وہ چیز نماز جنازہ کو بھی فاسد کرتی
ہے مگر محاذاۃ عورت کا جیسا عالمگیری مین ہے۔ وتفسد صلوٰة الجنازة عالمگیری
بما تفسد بہ سائر الصلوٰة الا محاذاة المرأة۔ پس ان دلائل معتبرہ سے صاف
ثابت ہوچکا کہ نماز جنازہ کو (مطلقا) دعائے است کہ میکنند فلاباس کہنا بالکل غلط
ہے۔ لا اصل لہ اور جو چیز کہ حنفی مذہب مین فرض ہے شرط ہو یا رکن اسکو وہ
شافعی امام ادا نہین کرتا ہے جیساکہ نماز جنازہ غائب مین میت روبرو مصلی کے
رہنا حنفی مذہب مین شرط ہے اور شافعی کے مذہب مین شرط نہین پس جب وہ
امام شافعی سے شرط فوت ہوگئی تو اسکے پیچھے اقتدا درست نہین جیساکہ درالمختار
مین ہے۔ لکن فی وتر البحران تیقن المراعاة لم یکرہ اوعدمھا لم یصح وان در المختار
شك کرہ۔ یعنے لکن بحر الرائق کے وتر کے بحث مین یہہ تفصیل ہے کہ اگر
مقتدی یقین کرے مراعات امام کا یعنے یہ جانے کہ فرض مین جو شرطین اور
رکن ہے مقتدی کے اعتقاد مین ہین امام اونکی رعایت کریگا تو اقتدا مکروہ نہوگا
یا عدم مراعات کا یقین کرے تو اقتدا صحیح نہوگا اور اگر شک کریگا مراعات اور عدم
مراعات مین تو اسصورت مین اقتدا مکروہ ہوگا۔ غایۃ الاوطار۔ اور رد المحتار حاشیہ ردالمحتار
درالمختار مین تحت مین اس قول کے لکھا ہے۔ قولہ لکن فی وتر البحر الخ

هذا هو المعتمد لان المحققين جنحوا اليه وقواعد المذهب شاهدة
عليه وقال كثير من المشايخ ان كان عادته مراعاة مواضع الخلاف
جاز والا فلا ذكره السندي المتقدم ذكره ح قلت وهذا بناء على
ان العبرة لرائ المقتدي وهو الاصح يعنے یہہ وہ معتمد ہے کسواسطیکہ
تحقیق کہ محققین میل کئے طرف اسکے اور قواعد مذہب شاہد ہے اوپر اوس کے
اور کہے اکثر مشایخ اگر ہوگی عادت اسکی رعایت کرنیکے مواضع خلاف مین
اقتدا جائز ہے نہین تو جائز نہین ذکر کیا اسکو سندی جو مقدم ہوا ذکر اُس کا ۔
(حاوی قدس) اور یہہ بنا کرنے اوپر اس بات کے ہے تحقیق کہ اعتبار واسطے
رائے مقتدی کے ہے اور وہی صحیح تر ہے انتہی اور بہی رد المحتار حاشیہ در المختار
مین تحت مین اس قول کے لکہا ہے ۔ قوله ان يتقن المراعاة لم يكره الخ۔
اى المراعاة فى الفروض من شروط واركان فى تلك الصلوٰة وان لم
يراع فى الواجبات والسنن هو الظاهر سياق كلام البحر وظاهر
شرح المنية ايضا حيث قال واما الاقتداء بالمخالف فى الفروع ۔
كالشافعى فيجوز مالم يعلم منه ما يفسد الصلوٰة على اعتقاد المقتدى
عليه الاجماع انما اختلف فى الكراهة اه فقيد بالمفسد دون غيره كما
ترى وفى رسالة الاهتداء فى الاقتداء لملا على القارى ذهب عامة مشائخنا
الى الجواز اذا كان يحتاط فى موضع الخلاف والا فلا والمعنى انه يجوز
فى المراعى بلا كراهة الخ یعنے اگر مقتدی یقین کرے مراعات امام کا نہین مکروہ
ہے یعنے رعایت کرنا امام کا فرضون مین جو شرطان اور ارکان ہین اس نماز مین

رد المحتار ۱۲

اگرچہ نہ رعایت کرے واجبات اور سنن ہین جیساکہ وہ ظاہر ہے سیاق کلام بجر
سے اور ظاہر کلام شرح منیہ کا بہی جائے ایک کہ کہا اور لکن اقتداء ساتھہ مخالف
کے بیچ فروع کے مانند شافعی کے پس جائز ہے جبتک نہ معلوم ہوا اس امام سی
جو چیز کہ توڑتی ہے نماز کیتین اوپر اعتقاد مقتدی کے اوپر اس بات کے ہی (اجماع
نہین اختلاف کیا گیا اگر کراہت مین (حاصل اس کلام کا یعنے نہین اختلاف کیا گیا مگر
کراہت مین یہہ ہے یعنے اختلاف جو علماء کا ہے شافعی کے اقتدا کرنا مکروہ ہے
یا نہین اسوقت پر ہے جو اس سے نماز کو توڑنیوالی چیز واقع نہوا اگر واقع ہوگی تو بالاجماع
جائز نہین) پس قید کیا فساد کا نہین غیر کا اسکے جیساکہ دیکھتا ہے تو اوبیچ رسالہ
اہتداء فی الاقتدا مین ملا علی قاری کے ہے گئے اکثر مشائخ طرف جواز کے جسوقت
کہ احتیاط کرے موضع خلاف مین اور اگر نہین رعایت کرتا ہے تو نہین جائز ہے
اور معنی یہہ ہے جائز ہے اقتدا کرنا جو شخص کہ رعایت کرتا ہے موضع خلاف مین بلا
کراہت انتہی۔ پس صلوٰۃ علی الغائب مین اگرچہ امام شافعی ہوا سکے پیچہے حنفی اقتدا کرنا
ہرگز جائز نہین کسواسطیکہ صلوٰۃ علے الغائب مین شافعی کے پیچہے اقتدا کرنے سے
دو شرط فوت ہوتے ہین۔ ایک شرط یہہ ہے کہ میت روبرو مصلی کے رہنا ضرور ہے
دوسری شرط یہ ہے کہ میت قبلہ کے طرف رہنا ضرور ہے یہہ ہر دو شرط صلوٰۃ
غائب مین شافعی کے پیچہے اقتدا کئے تو مفقود ہوجاتے ہین جیساکہ درالمختار سے
کہا ہون اور یہی بار ثانی اسکے طرف اشارہ کرتا ہون (وشرطہا ایضاً حضورہ و
وضعہ وکونہ الخ) پس ان دلائل سے صاف معلوم ہوچکا کہ جو بعض اہل علم مدراس
جو صلوٰۃ علے الغائب کو شافعی مذہب الا اگر امام ہو تو جائز ہے کرکے جو کہتے ہین بالکل

وہ لوگ کتب حنفیہ سے ناواقف ہیں اگر واقف ہوتے تو کس بنا پر یہ فعل ناجائز کو
اختیار کئے خدا تعالیٰ ہمارے برادران اہل سنت کو توفیق اچھی دیوے۔
آمین **قولہ** بلکہ جماعت ثانیہ کے ساتھ امام ہنکر نماز جنازہ پڑھنا خود بعض اکابر علماء
حنفیہ سے ثابت ہے چنانچہ علامہ ذہبی نے الخ **جواب** حنفی مذہب کے بعض علماء یہ فعل
کئے تو دوسرے حنفیہ کو ضرور نہیں کہ اونکی تابعداری کریں کیونکہ جو حکم کہ امام اعظم
رضی اللہ ورحمہ اللہ سے صادر ہوا ہے اسکے خلاف یعنے اس حکم کے خلاف کرنا ہرگز جائز نہیں
جیساکہ کہا ہے شیخ ابن ہمام نے تحریر الاصول میں وقال الشیخ ابن الھمام فی
تحریر الاصول وشارحه فی شرحه المسمی بالتیسیر شرح التحریر
غیر المجتهد المطلق یلزمه عند الجمهور التقلید وان کان
مجتهدا فی بعض المسائل انتهی اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ
میں قال ابن الھمام فی فتح القدیر فبهذا اظهران الصواب ما
ذهب الیه ابوحنیفة ان العمل علی مقلد به واجب والافتا
بغیره لایجوز لهما انتهی اور طحطاوی نے شرح درمختار میں بحث شفق میں
قال صاحب الهدایة فی التجنیس الواجب عندی ان
یفتی بقول ابی حنیفة علی کل حال انتهی اور کہا فتاوی عالمگیری
میں کتاب قضا میں هذا کله فی القاضی المجتهد واما المقلد فانما
ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة مثلا فلا یملك المخالفة
فیکون معزولا بالنسبة الی ذلك الحکم هکذا فی فتح القدیر
انتهی پس اس روایت تحریر الاصول اور شرح اسکی تیسیر شرح تحریر سے صاف

ظاہر ہے کہ غیر مجتہد مطلق اگرچہ وہ مجتہد بعض مسائل مین ہو اسکو اپنے امام کی تقلید کرنا لازم ہے کیون حضرت شیخ الحنیفہ جمال الدین حصیری کا جو نا بینا امام ہو کے نماز پڑہنا حنفی مذہب کے روسے بیجا ہے یا بجا ہے غور فرماؤ (**قوله** اور نماز دوبارہ پڑہنے مین میت کے مذہب کو اعتبار نہین بلکہ اعتبار نماز پڑہنے والون کو ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پرچہے بار نماز جنازہ پڑہے تہے۔ (**جواب**) دوبارہ نماز پڑہنے مین جسوقت اعتبار میت کے مذہب کو نہین بلکہ اعتبار نماز پڑہنے والون کو ہے تو اس دلیل سے حنفیہ کو کیا الزام ہے کیونکہ اس زمانہ مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب انتقال فرمائے تہے بہت سے ائمہ تہے جیسے کہ امام اوزاعی وغیرہ اور ان لوگ کے تابعدار بھی ہزار ہا تھے اگر وہ لوگ نماز جنازہ دوبارہ پڑہیں ہے کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو کچہ الزام ہو سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہین ہان اگر امام ہمام کسی میت پر دوبارہ پڑہو کر کے فرمائے ہوتے یا آپ کسی میت پر دوبارہ پڑہے ہوتے۔ یا آپ کے شاگردان امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ رح وہ فعل کئے ہوتے تو البتہ احناف کو کچہ الزام ہوتا پس اس صورت مذکورہ مین یہ بات کوسون دور ہے حنفیہ کو کچہ ضرور نہین کہ اسپر عمل کرین **قوله** اور شافعی مذہب مین جب نماز جنازہ پہلی جماعت کے ساتہہ پڑہا ہوا شخص بار دیگر پڑہا تو اسکی نماز نفل ہو جاتی ہے اور نفل نماز پڑہنے والے کی اقتدا فرض نماز پڑہنے والا کرنا شافعیہ کے پاس صحیح ہے (**جواب**) شافعی مذہب مین جب پہلی جماعت کے ساتہہ پڑہا ہوا شخص دوسرے بار پڑہنا جایز ہوتا تو نزدیک محققین شافعیہ کے البتہ جایز ہوتا بلکہ وہ لوگ جن کے قول پر مدار شافعی مذہب کا ہے مانند امام نووی رح

اپنے تصنیفات معتبر مین لکھے ہین جیسا کہ منہاج مین مرقوم ہے ومن صلی لا یعید
ای لا تستحب له الاعادة (علی الصحیح) اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
روضۃ الطالبین مین فرماتے ہین واذا صلی علی الجنازة فی جماعة ثم
حضر اخرون فلھم ان یصلو علیھا جماعة او فرادی
وصلاتھم یقع فرضا کالاولین واما من صلی منفردا فلا تستحب
له اعادتھا فی جماعة علی الاصح یعنے جب نماز پڑھ چکا کوئی جنازہ کے ساتھ
جماعت کے پس پیچھے حاضر ہوی دوسری جماعت پس پہونچتا ہے اس جماعت کو کہ نماز
پڑہین وہ جماعت کر کے یا فرادی اور نماز ان لوگ کے جو جماعت ثانیہ کر کے پڑھے ہے
یا تنہا واقع ہوتی ہے فرض کر کے مانند اولین کے۔ اور لکن وہ شخص جو تنہا پڑہ چکا
ہے پس مستحب نہین واسطے اسکے اعادہ کرنا اس نماز کا اوپر مذہب صحیح کے اور مولانا
مولوی سراج العلما محمد سعید اسلمی مفید الطالبین مین لکھے ہین واما ہر کہ منفرد بر جنازہ
نماز گذاردہ باشد اعادۂ آن با جماعت اور مستحب نبود بر وجہ اصح و در شرح روض
گفتہ کہ اعادۂ نماز جنازہ خواہ بجماعت باشد و خواہ بانفراد خلاف اولی در حق کسیکہ
آن نماز گذاردہ باشد مطلقا یعنے بجماعت گذاردہ باشد یا بانفراد زیرا کہ معادنفل
است و نفل باین نماز جائز نیست و در تحفہ گفتہ چون اعادہ کند بطریق نفل واقع
گردد و در شرح روض از مجموع نیز این را نقل کردہ چنانکہ پیشتر ہم گفتہ شد انتہی
اگر کوئی کہے صاحب مغنی و صاحب تحفہ اور ما سوا اسکے کہتے ہین نماز جنازہ
دوبارہ نہ پڑہنا چاہیے اگر کوئی اعادہ کیا تو نفل ہوتی ہے علی الصحیح۔ **جواب**
اعانۃ الطالبین شرح فتح المعین والا کہتا ہے (قوله اعادتھا مع

جماعة وبالاولی عدم ندب اعادتھا منفردا وانما لم یندب اعادتھا
لان المعاد نفل وھذہ لا یتنفل بھا لعدم ورود ذلک شرعا۔ اور صاحب
مغنی کہتا ہے ومن صلی علی میت منفردا او فی جماعة لا یعیدھا لا یسن
له اعادتھا علی الصحیح لان الجنازة لا یتنفل بھا لعدم ورود ذالک شرعا

جواب دوسرا شافعی مذہب مین ایک قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ ہے
وہر گاہیکہ خلاف قوی باشد آن وجہ را اصح گویند ومقابل صحیح ہے واگر خلاف ضعیف
بود آن وجہ را صحیح نامند ومقابل او خطا است سفید الطالبین۔ اور شافعیہ اس بات
کے قائل ہین جب کوئی ایک بار نماز جنازہ پڑھ چکا ہے دوسرے بار وہ شخص اعادہ
نہ کیا چاہئے اگر کوئی کیا تو وہ نماز نفل نماز ہوتی ہے نزدیک بعض کے علی الصحیح۔
جواب اسکا یہ ہے جو قاعدہ کہ اب بیان کیا گیا۔ یعنے واگر خلاف ضعیف بعد آن
وجہ را صحیح نامند ومقابل او خطا است بس نظر کرتے اس قاعدہ کے اگر کوئی اعادہ
کیا تو وہ نماز نفل ہوتی کرکے کہتے ہین علی الصحیح یہ دعوی کیونکر صحیح ہوگا کیونکہ امام
نووی فرماتے ہین لا یعید علی الصحیح یہ قول امام نووی کا معتبر اور مغنی بھی
ہے۔ حالانکہ صاحب مغنی کہتا ہے والرابع تکرہ اعادتھا والخامس
تحرم۔ قولہ احناف کے نماز جو شافعی مذہب کی تقلید کرکے پڑھتے ہین اسکے
پیچھے صحیح ہوگی۔ جواب تقلید شافعی مذہب کی کرنا جائز ہے یا جائز نہین اوپر گذر چکا
اعادہ کرنے کی حاجت نہین۔ اب یہ بات باقی رہی وہ احناف جو شافعی مذہب
کی تقلید کرکر پڑھتے ہین اسکے پیچھے صحیح ہوگی یا نہین (جواب) احناف شافعی
مذہب کے پیچھے اقتدا کئے۔ یہ وہ شخص ہے جو دوبارہ نماز جنازہ مین امام

ہوکر نماز پڑہا ہے اسکے پیچہے اقتدا کرنا حنفیہ کو ہرگز جائز نہین ۔ ماسوا اسکے احناف تقلید کہان سے کئے بلکہ تلفیق کے مرتکب ہوئے اور تلفیق باتفاق ائمہ اربعہ باطل ہے کیونکہ حنفی جس مسئلہ مین شافعی کی تقلید کی اس مسئلہ کو بجمیع وجوہ شافعی امام کی حکم کے مطابق کرنا لازم تہا مثلاً نماز جنازہ مین حنفی جب شافعی کی تقلید کر کر پڑہا تو اس حنفی کو ضروریہ تہا کہ اس نماز جنازہ کو موافق شافعی مذہب کے ادا کرنا یعنے اس نماز مین سورہ فاتحہ بہ نیت قرأت پڑہنا فرض تہا حالانکہ وہ احناف ایک آیت بہی سورۂ فاتحہ کی نہ پڑہے اور دوسری بات یہ بہی کہ فرض کی نیت کرنا تہا وہ بہی نہین کئے پس نظر کرتے ان وجوہات کے تقلید تو کوسون دور رہی بلکہ پوری پوری طور سے تلفیق ہوگئی ۔ **قولہ** امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج مین فرمایا وتصح قدوۃ المودی بالقاضی والمفترض بالمتنفل الخ (جواب اول) بیشک امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس نماز نفل کے پڑہنے والے کے پیچہے فرض پڑہنے والا اقتدا کرنا درست فرماتے ہین جو وہ نماز نفل رکوع اور سجود والی ہو وہ نفل جو نماز جنازہ مین ہے کیونکہ نماز جنازہ مین نفل ہو نہین سکتی جیسا کہ اعانۃ الطالبین وغیرہ سے مذکور ہوا اور یہی امام نووی کے منہاج سے صاف معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے وتصح قدوۃ المودی بالقاضی والمفترض بالمتنفل الخ یعنے صحیح ہے اقتدا کرنا ادا نماز پڑہنے والے کا قضا پڑہنے والے کے ساتہ اور فرض پڑہنے والا نفل (جواب دوسرا) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ خود جو شخص کہ دوبارہ نماز جنازہ پڑہتے کے باب مین وہی منہاج فرماتے ہین ومن صلی لا یعیدہا علی الصحیح یعنے جو شخص کہ نماز پڑہا تہا نہ اعادہ کرے وہ شخص دوبارہ اوپر مذہب صحیح کے پہر انکے مقلدین امام نووی پر تہمت کرتے ہین کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑہنے والے کے پیچہے فرض نماز پڑہنے والا اقتدا کرنا درست ہے کہکے ۔ اگر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

کسی کتاب مین ایسی نفل پڑہنے والے کے ساتھہ فرض نماز پڑہنے والا اقتدا کرنا درست ہے کرکے لکھے ہین تو کہلا دو ہم قبول لیتے ہین (اور اشاعت فتوی کے دسوین صفحہ مین لکھے ہین. قوله دیکھو یہی نماز جنازہ حنفیہ کے پاس مسجد کے اندر مکروہ ہے. اور شافعیہ کے پاس مسنون ہے شافعیہ کی تقلید سے حرمین مین مسجد کے اندر جنازہ کو لیجاکر نماز پڑہتے ہین علما اسکے جواز پر تصریح کرتے ہین. علامہ قطب الدین الحنفی نے حاشیہ شرح مختصر وقایہ مین لکھا ہے قد تواطی اهل الحرمین الشریفین قدیما وحدیثا فی کل عصر وا وان علی ادخال جنایزهم الی المسجد طلبا المزید الرحمة والبرکة ووقع ذلك لکثیر من علماء المذهب بالحرمین الشریفین وشاهدنا کثیرا من ذلك ورایناه فی تراجمهم کثیرا انه صلی علیهم عند باب الکعبة الشریفه وبالروضة الشریفة ولم ینکر ذلك من حضره من علمائنا فکان عمل اهل الحرمین علی ذلك قدیما وحدیثا وان کان المنصوص عن علمائنا کراهتہ ذلك ولقد رأیت بعض من الغرباء الذین لا یالفون احضار الجنایز فی المساجد ینکر ذلك محموده ووقوف فهمه بل بالغ بعضهم وما ادخل جنازه تتعلق به الی المسجد وانکر علی فاعل ذلك ورفع الیّ سوال فی هذا فاجبت بان اختلاف العلماء رحمة ویجوز لنا تقلید المخالف من بعض المسائل سیما اذا کان لذلك سبب او اسباب قویه کما قدمناه من توارث اهل الحرمین ذلك ومن توقع زیادة الرحمه والبرکة انتهی

اور وہ جو کہتے ہیں یہی نماز جنازہ حنفیہ کے پاس مسجد مین مکروہ ہے اور شافعیہ کے پاس
مسنون ہے ۔ جواب یہ دعوی مسنونیت آپکا باطل ہے کیونکہ شافعیہ کے پاس نماز
جنازہ مسجد کے اندر افضل ہو نہ کہ مسنون بشرطیکہ تلویث مسجد نہو اگر تلویث مسجد کا اندیشہ
ہو تو حرام ہے (جیسا کہ مولانا مولوی محمد سعید اسلمی صاحب شافعی مفید الطالبین مین لکھے
ہین ۔ نماز بر میت در مسجد گذاردن مکروہ نیست بلکہ اصحاب ما گفتہ اند کہ نماز در وی گذاردن
افضل است اگر خوف تلویث مسجد از ان نباشد وگرنہ حرام گردد انتہی اور شیخ عبد الحق
دہلوی قدس سرہ العزیز شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین وحق آنست کہ اگر
مدعائے شافعیہ مسنونیت نماز جنازہ است در مسجد باطل است اور سفر السعادت
شافعی مذہب کی کتاب ہے لکھے ہین وگاہ بیرون مسجد بودی وگاہ اندرون مسجد
وہر دو جائز است . شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ جو شارح سفر السعادت کے ہین
لکھے ہین ومذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہمین است ودلیل ایشان حدیثی است کہ جامع
الاصول از مسلم وموطا وابوداؤد وترمذی ونسائی آوردہ کہ چون وفات سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ شد گفت عائشہ رضی اللہ عنہا در آرید جنازہ او را تا نماز کنیم بروی
پس انکار کردہ شد بروی پس گفت واللہ بہ تحقیق نماز گذارد رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بر ہر دو پسر بیضا سہیل وبرادرش در مسجد ودر روایتی امر کردند ازواج
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیارند او را در مسجد پس آوردند ونہادند او را بر در حجرہا
ایشان وگذاردن بروی نماز وچون رسید بایشان کہ مردم عیب گرفتند
بچیزے کہ علم ندارند بآن عیب میگیرند بر ما بدر آوردن جنازہ در مسجد وحالانکہ نگذارد
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر سہیل بن البیضا مگر در مسجد این روایات مسلم است

ودر موطا نیز همچنین آورده وابو داؤد وترمذی ونسائی بر سهل بن بیضا گر در مسجد
ونیز میگوید امام شافعی رح که در نماز جنازه دعا است یا نماز در مسجد اولی است با آن مذهب
امام ابوحنیفه ومالک رحمهما الله کراهت نماز جنازه است ودر مسجد کراهت تحریمی یا
تنزیهی دو روایت است نزد ما وظاهر ثانی است وظاهر از کلام مالک که گفت لا
احبه نیز همین است ودلیل ایشان حدیثی است که ابو داؤد از ابی هریره آورده
وطحاوی در معانی آثار نیز آنرا روایت کرده که گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم
کسی که بگذارد نماز بر جنازه در مسجد نیست مر او را چیزی یعنی از اجر وثواب واز
طحاوی نقل کرده اند که گفت این حدیث اولی است از حدیث عائشه صدیقه
رضی الله عنها زیرا که حدیث وی اخبار است از فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم
در حالت اباحت که نهی بران متقدم است اورا اباحت پس حدیث ابی هریره اولی
باشد از حدیث عائشه صدیقه رضی الله عنها زیرا که ناسخ است مر اورا کذا قال
الشمنی ونیز در انکار صحابه بر عائشه رضی الله عنها دلیل است برآنکه ایشان را معلوم
بود کراهت نماز در مسجد ومنسوخیت وی والا چرا انکار میکردند بروی ونسبت ایشان
عائشه صدیقه رضی الله تعالی عنها به نسیان وعدم علم محل کلام است بلکه تواند که عائشه
رضی الله عنها منسوخ عالم نباشد وظاهر انیست زیرا که ایشان جماعه کثیر اند ونیز
میگویند که گزاردن نماز بر ابن بیضا در مسجد بجهت آن بود که آنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم معتکف بود واز ین جهت بیرون نیامد وجنازه بیرون مسجد بود ودرین صورت
اختلاف است میان حنفیه ونیز ابی هریره رضی الله عنه در قصه نماز بر نجاشی آورده
که چون جبرئیل خبر موت او را رسانید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در مسجد بود

پس گفت امروز بندهٔ صالح مرده است نماز بکنیم بر وی پس بیرون آمد بمصلی و نماز
بگزارد و اگر در مسجد جایز بودی بیرون آمدن برای چه بودی و بعضی گویند که
مصلی جنازه مکانی بود متصل مسجد باعتبار مسجد شریف و برین تقدیر اشکالات
منحل گردد باحتمال شاید که روایت صلوة در مسجد باعتبار قرب آن مکان
باشد بمسجد و ظاهر شود که این است مبنای قول ابی یوسف که اگر مسجد بود
مستعد از برای نماز جنازه جایز است در وی بکراهت والله اعلم و اختلاف
است میان حنفیه که کراهت از جهت خوف تلوث مسجد است و این مناسب
بقول کسی که قائل است که مرده نجس است یا از جهت آنکه مسجد جماعة موضوع
است از برائی نماز پنجگانه و بس و برین تقدیر اگر جنازه بیرون مسجد بود
نیز مکروه باشد و مصنف حدیث ابوهریره را که مستند حنفیه و مالکیه است
رد میکند و میگوید و حدیث ابی هریره که پیغمبر صلی الله علیه واله وسلم
فرمود من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شئ له روایت غلط است و سهو است
از راوی و صواب آنست که خطیب بغدادی روایت کرده و گفته که لفظ
حدیث در اصل فلا شئ علیه است یعنی هر که بگزارد نماز جنازه را در مسجد
پس نیست هیچ جرمی و اثمی بروی و در جامع الاصول این حدیث را
بلا شئ له آورده است و گفته که در ایک نسخه چنین واقع شده است
که فلا شئ علیه و ازینجا معلوم گردد که اصل فلا شئ له است و در هدایه این حدیث
را بلفظ فلا اجر له نقل کرده و در جمع الجوامع این حدیث را از ابی هریره
بلفظ فلیس له شئ آورده فتنه بر دمیگوید که بعض ائمه حدیث میگویند

کراہت بیشتر بجہت آنست چنانکہ فرمودہ صالح مولی التوأمة است و اوی
ضعیف است و بعضی شیخ ابن الہمام گفتہ کہ مولی توأمہ ثقہ است
لیکن مختلط گشتہ در آخر عمر خود و نسائی از ابن معین آوردہ کہ گفتہ
وی ثقہ است ولیکن مختلط گشتہ در آخر عمر پس ہر کہ شنید از وی پیش
از اختلاط ثابت است و حجت است و ازین جملہ اند ابن ذئب کہ راوی
این حدیث است از وی شنیدہ است پیش از اختلاط پس واجب
است قبول آن بخلاف سفیان و غیر وی کہ شنیدہ اند از وی بعد از
اختلاط انتہی واللہ اعلم الحاصل خلاصہ جناب شیخ عبد الحق دہلوی قدس
سرہ کے کلام کا یہہ ہے جیسا کہ غایۃ الاوطار والاکتاب ہے اور بہی
قول کراہت کا موافق ہے واسطے اطلاق حدیث ابو داؤد کی کہ جسنے
نماز پڑھی مردے پر مسجد کے اندر تو اسکے لیئے نماز نہین ہے شافعی نے
کہا کہ ابی داؤد کی روایت مین فلا شئی لہ ہی یعنے اوسکو کچھہ ثواب نہین
اور ایک روایت مین فلا اجر لہ ہی اور ابن ابی شیبہ نے فلا صلوۃ
لہ روایت کیا ہے انتہی اور حدیث ابی ہریرہ کی بہی صاف دلالت
کرتی ہے کہ نماز جنازہ مسجد کے اندر نہ پڑہتے تہے و نیز ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ در قصہ نماز بر نجاشی آمدہ کہ چون جبرئیل خبر موت او رسانید
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مسجد بود پس گفت امروز بندہ صالح
مردہ است نماز بکنیم بر وی پس بیرون آمد بمصلی و نماز گزارد و اگر
در مسجد جائز بودی بیرون آمدن برائے چہ بودی انتہی قولہ شافعیہ کی

تقلید سے حرمین مین مسجد کے اندر جنازہ کو لیجاکر نماز پڑہتے
جواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل کے خلاف
کرتے ہین جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو وہ مردود
ہے جیساکہ ہم اب دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے لکہہ چکے ہین قولہ
علما اسکے جواز پر تصریح کرتے ہین جواب اگر مراد علما سے علما شافعیہ
ہین ہمکو اس سے کچہہ بحث نہین اگر مراد علما سے علما حنفیہ ہین قول آپکا
مردود ہے کیونکہ خود آپ جو علامہ قطب الدین الحنفی کا جو تحریر فرماتے
ہین بسبب اشاعت فتوی کے دسوین صفحہ کے بارہوین سطر مین چشم
مبارک کہولکر دیکہو اور وہ یہ ہے وان کان المنصوص عن علمائنا
کراھۃ ذلک یعنے اگرچہ ہے منصوص علما سے ہماری کراہت اسکے
قولہ علامہ قطب الدین الحنفی نے حاشیہ شرح مختصر وقایہ مین لکہا
ہے جواب یہہ قول علامہ قطب الدین الحنفی کا بالکل واہی ہے
اور مردود ہے اور قابل حجت نہین کیونکہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہے
جو فعل وقول کہ فرمان عالیشان سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے خلاف ہو مردود ہے اور اسی دسوین صفحہ کے سولا اور سترا سطر مین علامہ
قطب الدین حنفی کا یہ کہنا اذا کان لذلک سبب او اسباب قویۃ کما
قدمناہ من توارث اھل الحرمین ذلک ومن توقع زیادۃ الرحمۃ
والبرکۃ انتہی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ حرمین شریفین مینا جو جنازون کو لیجا نماز
پڑہتے ہین کوئی ایک سبب ہے جیساکہ عادت اہل حرمین کی ہے اس توقع سے جو انہین

جواب — زیادتی رحمت اور برکت ہے **جواب** احادیث صحیحہ سے جب یہہ بات
ثابت ہو چکی کہ جب خبر نجاشی کے موت کی جبرئیل علیہ السلام حضور مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آکے عرض کیے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی مین
تشریف رکھتے تہے سوقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا اوٹہو نماز پڑہو نجاشی کے جنازہ کی اور خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب مسجد نبوی سے نکل کر جنازہ خانہ مین نماز پڑہے نہ کہ مسجد نبوی مین اگر
مسجد نبوی مین نماز جنازہ پڑہنا زیادتی رحمت اور برکت ہوتی تو حضور شریف صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کیون خارج مسجد ہو کے نماز پڑہے۔ اور بہی حدیث شریف مین آیا ہے مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ عَلَی الْجِنَازَۃِ فَلَا
شَیْءَ لَہٗ اور ایک حدیث مین آیا ہے فَلَا اَجْرَ لَہٗ اور ایک حدیث مین فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ وارد ہوا ہے
جواب دوسرا — پہر امید اور توقع زیادتی رحمت اور برکت کی رکہنا اہل علم کا شیوہ نہین **جواب دوسرا** ہم کو اس
قولہ — عبارت مین شبہہ ہے محشی قطب الدین حنفی کی ہے یا بعض غالیون کی ہے **قولہ** الغرض واقعہ حال مین
کثرت جماعت کے باعث میت کو زیادتی رحمت وبرکت اور نماز پڑہنے والون کو ثواب اجر ملنے کے
جواب — ارادہ سے مطابق عادت اہل حرمین کے تقلید کرین تو کیا حرج **جواب** کثرت جماعت کی باعث میت کو
زیادتی رحمت وبرکت اور نماز پڑہنے والون کو ثواب و اجر اسوقت ملتا کہ وہ جماعت شرع مین مشروع ہو ابوحنیفہ رح
کے پاس جماعت اول جو ولی میت کی حکم سے ہو چکی ہے واقعہ حال مذکورہ مین اور جماعت ثانی غیر مشروع اور شافعیہ
کے پاس جو شخص کہ اول بار نماز جنازہ پڑہ چکا ہے دو بارہ نماز جنازہ امام ہو کر پڑہنا اجر وثواب بہی نہین مذہب صحیح
پر جیسا کہ مولانا مولوی اسلمی صاحب مفید الطالبین مین لکہی ہین۔ زیرا کہ معاد نفل ہست وتنفل باین نماز
جواب — جائز نیست اور وہ جو لکہے ہین مطابق عادت اہل حرمین کے تقلید شافعیہ کرین تو کیا حرج **جواب** عادت
اہل حرمین جو میت کو حرمین شریف مین رکہکر نماز پڑہتے ہین امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی
اور امام شافعی رح کے پاس جائز۔ ایک فعل جائز کے لیے امام شافعی رح کی تقلید کرنا کہ وہ فعل امام ابوحنیفہ رح

قولہ کے پاس غیر جائز ہے ویسے فعل میں حنیفہ امام شافعی رح کی تقلید کرنے میں بیشک حرج ہے۔
امام ابو حنیفہ رح پر چھے بار نماز جنازہ پڑھے اور قبر پر بیس روز تک نماز جنازہ پڑھتے رہے کر کر
خود آپ نقل کرتے ہیں اور اس سے مراد دعا ہے کر کر جو تاویل کرتے ہیں یہہ تاویل منطوق لفظ کے مخالف

جواب ہے ہرگز مقبول نہیں جواب خداوندا یہہ کیا علم و فہم اور کیا لیاقت ہے میں حیران ہوں کہ عمدۃ
الفتوی کے مجیب مولوی سید شاہ محمد عبد الغفار القادری اپنے فتوی کے چھٹویں صفحہ کے گیارہویں
سطر میں لکھے ہیں۔ اگر کوئی کہے علامہ سیوطی شافعی نے تبیض الصحیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح
پر چھے بار نماز جنازہ پڑھے اور لوگ آپکے قبر مبارک پر بیس روز تک نماز جنازہ پڑھتے تھے اور
سلطان منصور ظالم نے بھی قبر پر نماز جنازہ پڑھا حالانکہ آپکا نماز جنازہ تین لاکھ آدمی پڑھ چکے تھے
اس کا جواب یہہ ہے کہ اس سے مراد دعا ہے جیسا کہ امام عینی نے توجیہ مذکور میں فرمایا ہے مجیب عمدۃ
الفتوی معترض کے اعتراض کو بیان کرکے اپنے طرف سے جواب یہہ دیتے ہیں (اسکا جواب یہ ہی کہ اس سے
مراد دعا ہے جیسا کہ امام عینی نے توجیہ مذکور میں فرمایا ہے الغرض مجیب عمدۃ الفتوی نے علامہ سیوطی شافعی
نے تبیض الصحیفہ میں جو لکھے ہیں اسکا جواب دینے کیلئے مجیب صاحب نے اس کتاب کا عبارت لکھے ہیں کہ وہ اس
عبارت سے خود موجد ہیں اسکو مخالفین اپنے جیسے مجیب عمدۃ الفتوی کے طرف نسبت کیے یا یہہ
غرض ہوگا کہ خلایق کو دھوکا دویں اور وہ جو لکھے ہیں کہ اس سے مراد دعا ہے کر کر جو تاویل کرتے ہیں

جواب یہ تاویل منطوق لفظ کے مخالف ہے ہرگز مقبول نہیں جواب اول ہم منطوق کا معنے لغات سے
معلوم کراتے ہیں غیاث اللغات میں ہے کہ منطوق بمعنی سخن و کلام و بمعنی مضمون و معانی نیز آمدہ - اب
مطلب یہہ ہوا کہ (یہ تاویل مضمون لفظ کے یا معانی لفظ کے مخالف ہے ہرگز مقبول نہیں۔

جواب (جواب) آپکے پیشوا مولوی محمود صاحب اپنے سراج الفتوی کے پانچویں صفحہ کے تیسری سطر میں
لکھے ہیں۔ علامہ سیوطی نے تبیض الصحیفہ بمناقب الامام ابی حنیفہ میں لکھا ہے و صلی علیہ علی

ابی حنیفة ست مرات الخ۔ اس عبارت مین علامہ سیوطی نے لفظ (صلی) جو مرقوم ہے ازرو لغات کے معنی صلی کا دعا کے اور بہی معانی ہین جیساکہ غیاث اللغات والا لکہا ہے صلوة دعای آمرزش و رحمت و نماز از منتخب و درصراح نوشتہ بمعنی دعا و نماز از بندہ و بمعنی رحمت از خدا تعالی و بمعنی درود بر رسول و فرشتگان۔ پس معنے لغوی یہان صادق آتا ہی اسلئے دعا کا معنی کئے۔ **جواب** دوسرا ہم تسلیم کرتے کہ چہہ بار نماز جنازہ پڑہے ہے۔ ہم حنفیہ کو اس سے کیا الزام ہو سکتا ہی وہ نماز پڑہنے والے احناف تہے یعنے امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالے جو ہمکو الزام ہو۔

قولہ امام کی قبر پر دعا کرنا ابتک جاری ہی بیس روز کے ساتہہ کچہہ منحصر نہین

جواب اول بیس روز کا قید اسلئے ہوگا کہ لوگ جوق جوق بکثرت زیارت شریف کو بیس روز تک آتے تہے اور امام ہمام رضی اللہ عنہ کی زیارت شریف سے مشرف ہوتے تہے اور دعا اور آمرزش کرتے تہے اور بر آمد حاجات کے لئے امام ہمام کو وسیلہ گردانتے تہے اور بعد بیس روز کے لوگ کا آنا بکثرت موقوف ہو گیا ہوگا۔ **جواب** دوسرا جن لوگ کے مذہب مین تکرار نماز جنازہ جائز ہے وہ لوگ پڑہے ہونگے جیساکہ نماز صبح مین امام شافعی ہے اور مقتدی حنفی ہی شافعی امام دعا قنوت پڑہتا ہے ہوقت حنفی اپنے مذہب کے مطابق خاموش کہڑے رہنا چاہئے۔ اور یہان تو نماز جنازہ مین حنفیہ اس نماز مین کچہ شریک نہیں ہو کے خارج رہگئے پہر حنفیہ کو اس سے کیا الزام ہے **قولہ** چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت حمزہ پر ستر بار نماز پڑہنا بلحاظ حقیقی معنی کے حنفی مذہب کے مخالف تہا اسلئے علامہ عینی نے اسکے دو تاویلین کی ہین۔ ایک تاویل جو حقیقی نماز ہی ستر جنازون پر پڑہے ہے۔ دوسری تاویل دعا۔ پہلی تاویل مضر رہنے سے اسکو چہوڑ کر دوسری تاویل جو اختیار کئے تہے وہ ہی یہان صحیح نہین۔ **جواب** اول ہزار ہزار شکر اللہ تعالی کے لئے ہے ہم

جواب

قولہ

جواب (۱)

جواب (۲)

قولہ

جواب

حنفیہ اس حدیث شریف کو مانتے ہین صدق دل سے اور عمل ہی کرتے ہین اور ہمارے
امام ہمام رضی اللہ عنہ کے مذہب مین اگر میت زیادہ ہین توان اموات کے نماز کی دو صورت
ہین۔ ایک صورت یہہ ہیکہ کل میت پر ایک ہی بار نماز پڑہنا جائز ہے۔ اور دوسری صورت
یہہ ہے کہ ہر ایک میت پر جدا جدا نماز پڑہنا ہی جائز ہے جیسا کہ جناب شریف صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم حضرت حمزہ رض اور دوسرے شہداے احد پڑہے ہین۔ ہان مشتہر سبب اشاعت
فتوی کا اور اونکے پیشواون کا اعتراض حنفیہ پر سوقت ہوتا اگر شافعیہ کوئی صحیح حدیث سے
یہہ بات ثابت کرتے ہوتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رض پر ستر بار نماز
جنازہ پڑہے بعد شہداء احد پر جدا جدا نماز جنازہ پڑہے ہین یہہ تو شافعیہ ثابت کر نہین
سکتے پہر واہی اعتراض حنفیہ پر کیون کرتے ہین بہلا صاحب ہم آپکے پیشواون سے پوچہتے
ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر بار حضرت حمزہ پر نماز کیون پڑہے چہہتر بار یا اتنی بار کیون
قولہ نہین پڑہے یا اس ستر سے کم کیون نہین پڑہے جب ستر بار پڑہے تو اس سے صاف معلوم ہوا
کہ میت تو ستر تہے نماز ہی ستر بار حضور شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑہے جواب
دوسرا ہم آپکے پیشواون سے یہہ ہی پوچہتے ہین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
حضرت حمزہ پر ستر بار نماز پڑہنا آپکے پاس ثابت ہے تو بلحاظ حقیقی معنی کے
ایک بار جو شخص کہ نماز جنازہ پڑہچکا ہے وہ شخص دوبارہ اعادہ نہین کرنا
علی مذہب الصحیح کرکے امام نووی وغیرہ فتوی کیون دئے ہین اور جناب
مولوی محمود صاحب دام کرمہ اپنے فتوی مین لکہے ہین اور وہ یہہ ہے قولہ
جواب اور اول پڑہا ہوا شخص پہر پڑہنا مسنون نہین لیکن پڑہا تو جائز ہے
جواب یہہ کیا بے معنی گفتگو ہے اہل علم خوب سمجہ سکتے ہین

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ پر ستر بار نماز پڑھنے کے
خود قائل ہوکر در پردہ حنفیہ پر اعتراض کرنا اور وہ یہہ ہے بلحاظ حقیقی
معنی سے حنفی مذہب کے مخالف تہا اسلیئے علامہ عینی نے اسکے دو تاویلیں
کی ہین اور خود مجیب صاحب لکہتے ہین اور اول پڑہا ہوا شخص پہر پڑہنا
اگرچہ مسنون نہین کہنا بالکل شرم کی بات ہے بلکہ یون لکہنا تہا کہ اول
پڑہا ہوا شخص دوبارا پڑہنا بیشک مسنون ہے - جب شافعیہ
اُسکے مسنونیت کے قایل نہین ہوے اور اعتراض مذہب حنفیہ پر کرنا سوائے بے ادبی
کے اور کیا ہے اور امام ہمام امام اعظم رضی اللہ عنہ کے جناب پاک مین شافعی مذہب کے
علما کی بے ادبی کرنے کی عادت قدیم الایام سے چلے آرہی ہے جیسا کہ قفال بد اقوال و
بد خصال اور بیہقی اور دارقطنی وغیرہ نے کیا ہے۔ **تنبیہ** کہا علامہ جلال الدین محلی نے
شرح جمع الجوامع مین یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ
الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی یعنی کہا
جلال الدین محلی شافعی المذہب نے شرح جمع الجوامع مین کہ واجب ہے عامی وغیرہ پر جو غیر مجتہد ہو
لازم پکڑنا مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے انتہی - اور کہا شامی اور طحطاوی نے شرح
در المختار باب مفقود مین قال فی البحر والعجب کیف یختارون خلاف ظاہر المذہب
مع انہ واجب الاتباع علی مقلدی ابی حنیفۃ رح انتہی یعنی کہا بحر الرائق مین کہ عجب ہے
کیونکر اختیار کیا انہون نے خلاف ظاہر مذہب کا باوجود اسکے کہ وہ واجب الاتباع ہے اوپر
مقلدین ابو حنیفہ کے تمام ہوا۔ باقی بر آئندہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فقط
۱۳ ۵ ۲۶